گستاخِ رسول

قرآن وسُنت کے آئینہ میں

اِس کتاب میں

- گستاخِ رسول کی سزا قرآنِ مجید سے
- گستاخِ رسول کی سزا حدیث شریف سے
- خُلفائے راشدین رضی اللہ عنہم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نزدیک سزا
- عُلمائے اُمّت کے نزدیک گستاخِ رسول کی سزا
- یورپ اور دوسرے ممالک میں قوانین
- 295/c کیا ہے؟ کیا اِسے ختم کر دینا چاہیئے؟

ازقلم: مولانا محمد شہزاد قادری ترابی

زاویہ پبلشرز
زاویہ پبلشرز
دربار مارکیٹ، لاہور

گستاخِ رسول

قرآن و سنّت کے آئینہ میں

اس کتاب میں

- گستاخِ رسول کی سزا قرآنِ مجید سے
- گستاخِ رسول کی سزا حدیث شریف سے
- خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نزدیک سزا
- علمائے اُمّت کے نزدیک گستاخِ رسول کی سزا
- یورپ اور دوسرے ممالک میں قوانین
- 295/c کیا ہے؟ کیا اِسے ختم کر دینا چاہیئے؟

از قلم: مولانا محمد شہزاد قادری ترابی

زاویہ پبلشرز
8-C داتا دربار مارکیٹ۔ لاہور
voice: 042-37300642 - 042-37112954
Email:zaviapublishers@gmail.com
Website: www.zaviapublishers.com

2019ء

بار اول..1000

ہدیہ..

ناشر.................................. نجابت علی تارڑ

{لیگل ایڈوائزرز}

محمد کامران حسن بھٹہ ایڈووکیٹ ہائی کورٹ (لاہور) 0300-8800339

{ملنے کے پتے}

زاویہ پبلشرز

شوروم

ظہور ہوٹل: دکان نمبر 2

دربار مارکیٹ۔لاہور

voice: 042-37300642 - 042-37112954

Email:zaviapublishers@gmail.com

Website: www.zaviapublishers.com

مکتبہ باب العلم اردو بازار لاہور	0300-4150021
ضیاء القرآن پبلی کیشنز 14 انفال سنٹر اردو بازار کراچی	021-32212011
صبح نور پبلی کیشنز غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور	0321-4771504
مکتبہ غوثیہ ہول سیل، پرانی سبزی منڈی، کراچی	021-34926110
مکتبہ برکات المدینہ، کراچی	021-34219324
مکتبہ گلزار بدیع چھوٹی گٹی حیدر آباد	0316-3663938
احمد بک کارپوریشن، کمیٹی چوک، راولپنڈی	051-5558320
اسلامک بک کارپوریشن، کمیٹی چوک، راولپنڈی	051-5536111
نورانی ورائٹی ہاؤس، بلاک نمبر 4، ڈیرہ غازی خان	0321-7387299
مکتبہ بابا فرید چوک چٹی قبر پاکپتن شریف	0301-7241723
مکتبہ غوثیہ عطاریہ اوکاڑہ	0321-7083119
مکتبہ اسلامیہ فیصل آباد	041-2631204
مکتبہ رحیمیہ اردو بازار کراچی	021-32744994
مکتبہ حسان اینڈ پرفیومرز پرانی سبزی منڈی کراچی	0331-2476512
رضا بک شاپ، میلاد فوارہ چوک، گجرات	0300-6203667
مکتبہ یا سخی سلطان چھوٹی گھٹی حیدر آباد	0313-3585615
مکتبہ انوار القرآن کھوڑی گارڈن کراچی	0331-3032141

فہرست

سوال: قرآن مجید میں کہیں بھی گستاخ رسول کو قتل کرنے کا حکم نہیں دیا گیا۔ یہ انسانوں کا بنایا ہوا خود ساختہ قانون ہے کہ گستاخِ رسول واجب القتل ہے؟

جواب: اگر کبھی ایمان کی پختگی کے ساتھ قرآن مجید بمعہ ترجمہ وتفسیر پڑھا ہوتو معلوم ہوکہ گستاخِ رسول کی کیا سزا ہے۔ صرف اور صرف نام نہاد اسکالروں کی باتیں سن کر یہ کہہ دینا کہ قرآن مجید میں کہیں بھی گستاخِ رسول کو قتل کرنے کا ذکر نہیں ملتا، بہت بڑی نادانی ہے۔

آیئے ہم آپ کے سامنے قرآن مجید کی آیات اور شان نزول سے گستاخ رسول کا واجب القتل ہونا ثابت کرتے ہیں۔

وَيَوْمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ عَلٰى يَدَيْهِ يَقُولُ يَا لَيْتَنِي اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُولِ سَبِيلًا ۝ يَا وَيْلَتٰى لَيْتَنِي لَمْ أَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِيلًا ۝ لَقَدْ أَضَلَّنِي عَنِ

الذِّكْرِ بَعْدَ إِذْ جَآءَنِي وَكَانَ الشَّيْطَانُ لِلْإِنسَانِ خَذُولًا

(سورۂ فرقان، پارہ 19، آیات 27 تا 29)

ترجمہ: اور جس دن (ہر) ظالم (حسرت سے) اپنے ہاتھوں کو دانتوں سے کاٹے گا (اور) کہے گا کاش میں نے رسول کے ساتھ راستہ اختیار کرلیا ہوتا۔ ہائے افسوس کاش میں فلاں کو اپنا دوست نہ بناتا۔ بے شک میرے پاس نصیحت آجانے کے بعد اس نے مجھے گمراہ کردیا اور شیطان (پہلے ہی سے) انسان کو (مصیبت میں) بے یارومددگار چھوڑ دینے والا ہے۔

تفسیر ابن عباس، تفسیر جلالین، تفسیر ابن کثیر میں اس آیت کا شانِ نزول:

جب ابی بن خلف کے اُکسانے پر عقبہ بن ابی معیط نے سید عالم ﷺ کی شان میں گستاخی کی اور حضور ﷺ نے اس کو تنبیہ کی کہ اگر تو مکہ کے باہر مجھے ملا تو میں تجھے قتل کردوں گا۔ حضور ﷺ نے بدر کی جنگ کے موقع پر اس کو گرفتاری کی حالت میں قتل کیا تھا۔

وَاِنْ نَّكَثُوْٓا اَيْمَانَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ عَهْدِهِمْ وَطَعَنُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ فَقَاتِلُوْٓا اَئِمَّةَ الْكُفْرِ ۙ اِنَّهُمْ لَآ اَيْمَانَ لَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَنْتَهُوْنَ ○

(سورۂ توبہ آیت 12 پارہ 10)

ترجمہ: اور اگر یہ لوگ اپنے عہد کے بعد اپنی قسمیں توڑ دیں اور تمہارے دین میں طعنہ زنی کریں تو کفر کے پیشواؤں کی قسمیں کچھ (معتبر) نہیں ان سے لڑو تاکہ وہ (شرارت سے) باز آجائیں۔

تفسیر: مفتی نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمہ تفسیر خزائن العرفان میں فرماتے ہیں اس آیت سے ثابت ہوا کہ جو کافر ذمی دین اسلام پر ظاہر طعن کرے، اس کا عہد باقی نہیں رہتا، وہ ذمہ سے خارج ہوجاتا ہے، اس کو قتل کرنا جائز ہے۔

جو کافر دین اسلام پر ظاہر طعن کرے، اس کو قتل کرنا جائز ہے تو جو بدنصیب اللہ تعالیٰ کے محبوب ﷺ کی شان میں گستاخی کرے، ایسے شخص کو قتل کرنا کیونکر جائز نہ ہوگا؟

گستاخ رسول مسلمان ہو کر بھی کافر

ارشاد باری تعالیٰ:

وَلَئِن سَاَلْتَهُمْ لَيَقُوْلُنَّ اِنَّمَا كُنَّا نَخُوْضُ وَنَلْعَبُ ؕ قُلْ اَبِاللّٰهِ وَاٰيَاتِهٖ وَرَسُوْلِهٖ كُنتُمْ تَسْتَهْزِئُوْنَ ○ لَا تَعْتَذِرُوْا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ ؕ (سورۂ توبہ آیت 66-65)

ترجمہ: اور اے محبوب اگر تم ان سے پوچھو تو کہیں گے کہ ہم یونہی ہنسی کھیل میں تھے تم فرماؤ کہ اللہ اور اس کی آیتوں اور اس کے رسول سے ہنستے ہو۔ بہانے نہ بناؤ تم کافر ہو چکے ہو مسلمان ہو کر۔

تفسیر: تفسیر درمنثور اور الصارم علی المسلول میں ہے کہ یہ آیت مبارکہ اس وقت نازل ہوئی جب غزوہ تبوک کے موقع پر بعض منافقین نے ایسی باتیں کیں جو حضور اکرم ﷺ کو اذیت کا باعث بنی مثلا حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ کسی آدمی کی اونٹنی گم ہو گئی تو سرکار ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اونٹنی فلاں جنگل میں ہے۔ اس پر ایک

منافق بولا محمد ﷺ غیب کیا جانیں۔ تب یہ آیات اس کی مذمت میں نازل ہوئی تھیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ حضور اکرم ﷺ کے عطائی علم غیب میں طعن کرنا بھی رسول اللہ ﷺ کی توہین اور علامت کفر ہے۔

القرآن:

اِنَّ الَّذِیْنَ یُحَآدُّوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗۤ اُولٰٓئِكَ فِی الْاَذَلِّیْنَ

(سورۂ مجادلہ، پارہ 28، آیت 20)

ترجمہ: بے شک وہ جو اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرتے ہیں وہ سب سے زیادہ ذلیلوں میں ہیں

القرآن: اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِیْنَ یُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَیَسْعَوْنَ فِی الْاَرْضِ فَسَادًا اَنْ یُّقَتَّلُوْۤا اَوْ یُصَلَّبُوْۤا اَوْ تُقَطَّعَ اَیْدِیْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ مِّنْ خِلَافٍ اَوْ یُنْفَوْا مِنَ الْاَرْضِ ؕ ذٰلِكَ لَهُمْ خِزْیٌ فِی الدُّنْیَا وَلَهُمْ فِی الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِیْمٌ ۝

(سورۂ مائدہ، پارہ 6، آیت 33)

ترجمہ: جو لوگ اللہ اور اس کے رسول سے جنگ کرتے ہیں اور

زمین میں فساد کرتے پھرتے ہیں ان کی سزا یہی ہے کہ وہ چُن چُن کر قتل کیے جائیں یا سولی دیئے جائیں یا ان کے ہاتھ اور ان کے پاؤں مخالف طرفوں سے کاٹے جائیں یا وہ (وطن کی) زمین سے نکال دیئے جائیں۔ یہ ان کی رسوائی دنیا میں ہے اور آخرت میں ان کے لئے بڑا عذاب ہے

معلوم ہوا کہ جب فسادی کی سزا قتل ہے تو پھر اس سے بڑھ کر فسادی کون ہو سکتا ہے جو حضور اکرم نور مجسم ﷺ کی شان میں گستاخی کر کے امت مسلمہ میں فساد برپا کرے، توہین رسالت کا جرم سب سے بڑا جرم ہے لہذا توہین رسالت کا مرتکب واجب القتل ہے۔

سوال: آپ ﷺ رحمۃ للعالمین بن کر اس کائنات میں تشریف لائے، آپ ﷺ نے تو اپنے دشمنوں کو بھی معاف کر دیا تھا لہذا گستاخِ رسول کو بھی ہمیں معاف کر دینا چاہیئے؟

جواب: بڑی سادگی سے محبت بھرے لہجے میں میڈیا پر اور لبرل

سوچ کے مالک یہ بات کہہ دیتے ہیں کہ حضور ﷺ رحمۃ للعالمین بن کر تشریف لائے۔ آپ ﷺ نے اپنی ذات کے لئے کوئی انتقام نہیں لیا۔ اس بات میں کوئی شک نہیں کہ آپ ﷺ کی ذات اس کائنات میں رحمت بن کر تشریف لائی جنہوں نے فتح مکہ کے موقع پر اپنے سخت سے سخت مخالفین کے لئے بھی عام معافی کا اعلان کیا مگر توہین کے مرتکب ہونے والے افراد کے بارے میں کیا ارشاد فرمایا۔

حدیث شریف ملاحظہ فرمائیں:

☆ رسول اللہ ﷺ نے گستاخ کو قتل کرنے کا حکم دیا

حدیث شریف: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ فتح مکہ کے سال جب سید عالم ﷺ مکہ میں داخل ہوئے تو آپ ﷺ نے اپنے سرِ انور پر ''خود'' (آہنی ٹوپی) پہن رکھی تھی، جب آپ ﷺ نے اسے اتارا تو ایک شخص حاضر ہوا اور عرض کی یارسول اللہ ﷺ! ابن خطل (گستاخ) کعبۃ اللہ کے پردوں سے چمٹا ہوا ہے تو آپ ﷺ نے حکم دیا اسے قتل کر دو (مسلم، کتاب الحج، حدیث نمبر 3312، ص 572، مطبوعہ دارالسلام، ریاض سعودی

عرب)

☆کعب بن اشرف (گستاخ) کو قتل کرنے کا حکم

حدیث شریف: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم نور مجسم ﷺ نے فرمایا کہ کعب بن اشرف (یہودی) کو کون قتل کرے گا کیونکہ اس نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کو اذیت (تکلیف) دی ہے۔ محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! کیا آپ ﷺ پسند فرماتے ہیں کہ میں اس کو قتل کردوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا جی ہاں! وہ کعب بن اشرف کے پاس گئے اور کہا کہ اس نے یعنی حضور ﷺ نے ہم کو اوامر نواہی کا مکلف بنا دیا ہے اور ہم سے صدقات طلب کرتے ہیں۔ حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کعب نے مجھ سے کہا بخدا تم اس کے بعد اس سے بھی زیادہ تنگ پڑ جاؤ گے۔

حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہم نے اِن کی اتباع کی ہے اور اِن کا فراق پسند نہیں کرتے حتی کہ ہم دیکھتے ہیں کہ ان کا معاملہ کدھر جاتا ہے۔ وہ بہت دیر تک اس کے ساتھ محو گفتگو رہے حتی کہ اس

پر قادر ہو گئے اور اس (گستاخ رسول) کو قتل کر دیا۔ (بخاری، کتاب المغازی، حدیث نمبر 4037)

☆ گستاخِ رسول کو قبر نے باہر پھینک دیا

حدیث شریف: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ بنی نجار سے ایک آدمی جو سورۂ بقرہ اور سورۂ ال عمران کو سیکھ رہا تھا اور کاتب وحی بھی تھا (یہ منافق بارگاہ مصطفوی میں گستاخی کا مرتکب ہوا) اور بھاگ کر اہل کتاب سے جا ملا۔ انہوں نے تعجب کیا ابھی ان کے پاس اسے تھوڑا ہی عرصہ گزرا تھا کہ وہ ہلاک ہو گیا لوگوں نے اس کے لئے قبر کھود کر اس میں دفن کر دیا۔ صبح ہوئی تو دیکھا کہ زمین نے اسے باہر پھینک دیا ہے۔ اسے پھر دفن کیا، اگلے دن زمین نے پھر اسے باہر پھینک دیا، اس سے اگلے دن پھر یہی ہوا۔ اس پر لوگوں نے اسے ایسے ہی بے گور و کفن چھوڑ دیا (مسلم شریف عربی جلد دوم، ص 370، مطبوعہ کراچی)

☆ گستاخِ رسول کو صحابی رسول نے قتل کر دیا

حدیث شریف: حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن عباس

رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ایک نابینا صحابی کی ام ولد تھی جو نبی کریم ﷺ کو سب وشتم کیا کرتی اور بدگوئی کرتی تھی۔اس کا آقا منع کرتا مگر باز نہ آتی، ڈانٹ ڈپٹ کرتا تب بھی نہ رُکتی۔ایک رات اس نے حضور اکرم ﷺ کی بدگوئی کی اور سب وشتم کرتی رہی۔پس صحابی رضی اللہ عنہ نے خنجر لے کر اس کے پیٹ پر رکھا اور دباؤ ڈال کر اسے قتل کر دیا۔چنانچہ اس کی دونوں ٹانگوں کے درمیان سے بچہ بھی برآمد ہوا جس سے وہ خون میں لت پت ہوگئی۔صبح کے وقت نبی کریم ﷺ سے اس بات کا ذکر ہوا تو آپ ﷺ نے لوگوں کو جمع کر کے فرمایا۔میں ایسا کرنے والے کو اللہ تعالیٰ کی قسم دیتا ہوں اور اپنے حق کی جو میرا اس پر ہے، کہ وہ کھڑا ہو جائے۔پس نابینا صحابی کھڑے ہوئے۔لوگوں کو پھاندتے اور لرزتے ہوئے بڑھے یہاں تک کہ نبی کریم ﷺ کے سامنے جا بیٹھے۔عرض گزار ہوئے کہ یارسول اللہ ﷺ میں اس کا مالک تھا۔وہ آپ ﷺ کی شان میں بکواس کرتی تھی، میں منع کرتا تو باز نہ آتی تھی۔ڈانٹ ڈپٹ کرتا، تب بھی نہ رکتی۔میرے اس سے دو بیٹے ہیں، موتی جیسے اور میری غمخوار تھی۔گزشتہ رات جب وہ آپ ﷺ کو سب وشتم کرنے لگی اور ہجو گوئی (گستاخی) کی تو میں نے

خنجر لے کر اس کے پیٹ پر رکھ دیا اور اس پر دباؤ ڈال کر اسے قتل کر دیا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا لوگو! گواہ رہنا کہ اس کا خون رائیگاں گیا (سنن ابوداؤد، کتاب الحدود، رقم الحدیث 4361، ص 613، مطبوعہ دارالسلام ریاض سعودی عرب)

☆عصماء بنت مروان (گستاخِ رسول) کا قتل

عصماء بنت مروان بنی اُمیہ بن زید کے خاندان سے تھی۔ وہ یزید بن زید بن حصن الخطمی کی بیوی تھی۔ یہ رسول پاک ﷺ کو ایذاء و تکلیف دیا کرتی۔ اسلام میں عیب نکالتی اور نبی ﷺ کے خلاف لوگوں کو اکساتی تھی۔ حضرت عمیر بن عدی الخطمی رضی اللہ عنہ کو جب اس عورت کی ان باتوں اور اشتعال انگیزی کا علم ہوا۔ تو کہنے لگا۔ اے اللہ تعالیٰ! میں تیری بارگاہ میں نذر مانتا ہوں۔ اگر تو نے رسول اللہ ﷺ کو بخیر و عافیت مدینہ منورہ لوٹا دیا تو میں اسے ضرور قتل کر دوں گا۔ رسول پاک ﷺ اس وقت بدر میں تھے۔ جب آپ ﷺ غزوۂ بدر سے واپس تشریف لائے تو حضرت عمیر بن عدی رضی اللہ عنہ آدھی رات کے وقت اس عورت کے گھر میں داخل ہوئے تو اس کے ارد گرد اس کے

بچے سوئے ہوئے تھے۔ ایک بچہ اس کے سینے پر تھا جسے وہ دودھ پلا رہی تھی۔ حضرت عمیر رضی اللہ عنہ نے اپنے ہاتھ سے عورت کو ٹٹولا۔ تو معلوم ہوا کہ یہ عورت اپنے اس بچے کو دودھ پلا رہی ہے۔ حضرت عمیر رضی اللہ عنہ نے بچے کو اس سے الگ کر دیا پھر اپنی تلوار کو اس کے سینے پر رکھ کر اسے زور سے دبایا کہ وہ تلوار اس کی پشت سے پار ہوگئی۔ پھر نماز فجر رسول پاک ﷺ کے ساتھ ادا کی جب رسول پاک ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو حضرت عمیر رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھ کر فرمایا۔ کیا تم نے بنت مروان کو قتل کیا ہے؟ کہنے لگے۔ جی ہاں۔ میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہوں۔ اے اللہ کے رسول ﷺ!

حضرت عمیر رضی اللہ عنہ کو اس بات سے ذرا سا ڈر لگا کہ کہیں میں نے رسول پاک ﷺ کی مرضی کے خلاف تو قتل نہیں کیا۔ کہنے لگے۔ اے اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ! کیا اس معاملے کی وجہ سے مجھ پر کوئی چیز واجب ہے؟ فرمایا دو بکریاں اس میں سینگوں سے نہ ٹکرائیں۔ پس یہ کلمہ رسول پاک ﷺ سے پہلی مرتبہ سنا گیا۔ حضرت عمیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول پاک ﷺ نے اردگرد دیکھا پھر (صحابہ سے) فرمایا: اگر تم ایسے شخص کو دیکھنا پسند کرتے ہو جو اللہ تعالیٰ اور اس کے

رسول ﷺ کی مدد میں تھا تو عمیر بن عدی کو دیکھ لو۔

(بحوالہ: المواہب اللدینہ جلد 1، ص 195)

☆ ابو عفک یہودی (گستاخِ رسول) کا قتل

بنی عمرو بن عوف کا ایک شیخ جسے ابو عفک کہتے تھے، وہ نہایت بوڑھا آدمی تھا، اس کی عمر ایک سو بیس سال تھی جس وقت رسول پاک ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تو یہ بوڑھا لوگوں کو آپ ﷺ کی عداوت پر بھڑکاتا تھا اور مسلمان نہیں ہوا تھا جس وقت رسول اللہ ﷺ بدر کی طرف نکلے اور غزوۂ بدر میں آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے کامیابی عطا فرمائی تو اس شخص نے حسد کرنا شروع کر دیا اور بغاوت و سرکشی پر اتر آیا۔ رسول پاک ﷺ اور صحابہ کرام علیہم الرضوان کی شان میں گستاخانہ اشعار کہے۔ ان گستاخانہ اشعار کو سن کر حضرت سالم بن عمیر رضی اللہ عنہ نے نذر مان لی کہ میں ابو عفک کو قتل کروں گا یا اسے قتل کرتے ہوئے خود مر جاؤں گا۔ سالم رضی اللہ عنہ موقع کی تلاش میں تھے۔ موسم گرما کی ایک رات ابو عفک قبیلہ بنی عمرو بن عوف کے صحن میں سویا ہوا تھا۔ سالم بن عمیر رضی اللہ عنہ اس کی طرف آئے اور اس

کے جگر پر تلوار رکھ دی جس سے وہ بستر پر چیخنے لگا۔لوگ اس کی طرف آئے جو اس کے اس فعل میں ہم خیال تھے، وہ اسے اس کے گھر لے گئے۔جس کے بعد اسے قبر میں دفن کر دیا اور کہنے لگے اس کو کس نے قتل کیا تھا؟ اللہ تعالیٰ کی قسم! اگر ہم کو معلوم ہو جائے کہ اسے کس نے قتل کیا ہے تو ہم اس کو ضرور قتل کر دیں گے۔

(الصارم المسلول ص 138، کتاب المغازی جلد 2، ص 281)

☆انس بن زنیم الدیلمی کی گستاخی

انس بن زنیم الدیلمی نے رسول پاک ﷺ کی شان میں بکواس کی۔اس کو قبیلہ خزاعہ کے ایک بچے نے سن لیا۔اس نے انس بن زنیم الدیلمی گستاخ پر حملہ کر کے زخمی کر دیا۔انس نے اپنا زخم اپنی قوم کو آ کر دکھایا۔

واقدی نے لکھا ہے کہ عمرو بن سالم خزاعی قبیلہ خزاعہ کے چالیس سواروں کو لے کر رسول پاک ﷺ کے پاس مدد طلب کرنے کے لئے گیا۔انہوں نے آ کر اس واقعہ کا تذکرہ کیا جو انہیں پیش آیا تھا۔جب قافلے والے فارغ ہوئے تو انہوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! انس بن

زنیم الدیلمی نے آپ کی شان میں بکواس کی ہے تو رسول اللہ ﷺ نے اس کے خون کورائیگاں قرار دیا (الصارم المسلول ص 139)

☆ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے گستاخ کو قتل کر دیا

ایک عورت سرور کونین ﷺ کی شان میں گستاخی کیا کرتی تھی۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ میری دشمن کی خبر کون لے گا؟ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اس (گستاخ) عورت کو قتل کر دیا (الصارم المسلول ص 163)

☆ حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ نے گستاخ کو قتل کر دیا

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ مشرکین میں سے ایک آدمی نے رسول پاک صاحب لولاک ﷺ کی شان میں گستاخی کی تو سرور کائنات ﷺ نے فرمایا۔ میرے اس دشمن کی کون خبر لے گا؟ حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے۔ عرض

کرنے لگے۔ یارسول اللہ ﷺ! میں حاضر ہوں۔ حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ نے اسے قتل کردیا تو رسول اللہ ﷺ نے اس کا سامان حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو دے دیا۔

(الصارم المسلول ص 177)

☆ابورافع یہودی (گستاخِ رسول) کا قتل

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول محتشم ﷺ نے ابورافع یہودی کے قتل کے لئے چند انصاری صحابہ کرام علیہم الرضوان کو بھیجا اور حضرت عبداللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ کو ان کا امیر مقرر فرمایا۔ ابورافع، سرور کائنات ﷺ کو تکلیف دیا کرتا تھا اور آپ ﷺ کے دشمنوں کی مدد کیا کرتا تھا۔ وہ حجاز میں اپنے قلعے کے اندر رہتا تھا۔ جب یہ اس کے قلعے کے قریب پہنچے تو سورج غروب ہو چکا تھا اور لوگ اپنے جانور لے کر اپنے گھروں کو واپس آچکے تھے۔ حضرت عبداللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ تم لوگ یہیں ٹھہرے رہو۔ میں اس قلعے پر جارہا ہوں اور اندر جانے کی کوئی تدبیر نکالتا ہوں۔ تاکہ اندر جانے میں کامیاب ہو جاؤں چنانچہ وہ

آئے اور دروازے کے قریب پہنچ کر انہوں نے خود کو اپنے کپڑوں میں اس طرح چھپالیا جیسے کوئی قضائے حاجت کررہا ہو۔ قلعے کے تمام آدمی اندر داخل ہوچکے تھے۔ دربان نے آواز دی۔ اے اللہ کے بندے! اگر اندر آنا ہے تو جلدی آجا۔ اب میں دروازہ بند کردوں گا۔ حضرت عبداللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ نے کہا۔ میں بھی اندر چلا گیا اور چھپ کر اس کی کارروائی دیکھنے لگا۔ جب تمام لوگ اندر آگئے تو دربان نے دروازہ بند کر کے چابیوں کا حلقہ ایک کیل پر لٹکا دیا۔ جب سارے لوگ سو گئے تو میں اٹھا۔ اور چابیوں کا حلقہ اتار کر قلعے کا دروازہ کھول دیا۔

ابورافع اپنے خاص بالا خانے میں تھا۔ جب داستان گو اس کے پاس سے اٹھ کر چلے گئے۔ تو میں اس کے کمرے کی طرف چڑھنے لگا۔ میں جتنے دروازے اس تک پہنچنے کے لئے کھولتا، اندر سے بند کرتا چلا جاتا تھا کہ اگر اس قلعے کے لوگوں کو میرے بارے میں علم بھی ہوجائے تو اس وقت تک یہ لوگ میرے پاس نہ پہنچ سکیں۔ جب تک میں اسے قتل نہ کرلوں۔ بالاخر میں اس کے قریب پہنچ گیا۔ وہ اس وقت ایک تاریک کمرے میں اپنے بال بچوں کے درمیان سو رہا تھا۔ مجھے کوئی

اندازہ نہ ہوسکا کہ وہ کہاں ہے۔ میں نے آواز دی۔ اے ابورافع! وہ بولا کون؟ اب میں نے آواز کی طرف بڑھ کر ایک ضرب لگائی۔ اس وقت میرا دل تیزی کے ساتھ دھڑک رہا تھا۔ اسی وجہ سے میں اس کا کام پہلی ضرب میں تمام نہ کرسکا۔ وہ چلاّیا۔ تو میں کمرے سے باہر نکل آیا اور تھوڑی دیر تک باہر ہی رہا۔ پھر دوبارہ اندر گیا۔ اب میں نے آواز بدل کر پوچھا۔ ابورافع یہ آواز کیسی تھی۔ وہ بولا تیری ماں ہلاک ہو۔ ابھی ابھی مجھ پر کسی نے تلوار سے وار کیا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ میں نے پھر آواز کی طرف بڑھ کر ایک اور ضرب لگائی۔ اب وہ کافی زخمی ہو چکا تھا۔ لیکن مرا نہیں تھا۔ اب میں نے تلوار کی نوک اس کے پیٹ پر رکھ کر دبائی جو اس کی پیٹھ تک پہنچ گئی۔ اب مجھے یقین ہوگیا کہ میں نے اسے قتل کر دیا ہے۔ اب میں نے ایک ایک کر کے دروازے کھولنے شروع کئے۔ آخر میں ایک زینے پر پہنچا۔ میں نے یہ سمجھا کہ زمین تک پہنچ چکا ہوں۔ اس لئے میں نے اپنا پاؤں زمین پر رکھ دیا تو میں نیچے گر پڑا۔ چاندنی رات تھی۔ اس طرح گر پڑنے سے میری پنڈلی ٹوٹ گئی۔ میں نے اسے اپنے عمامے سے باندھ لیا اور آ کر دروازے پر بیٹھ گیا۔ میں نے یہ

پروگرام بنایا کہ جب تک معلوم نہ ہو جائے کہ میں اسے قتل کر چکا ہوں یا نہیں۔ اس وقت تک یہاں سے نہیں جاؤں گا۔ جب مرغ نے آواز دی تو اس وقت قلعے کی دیوار پر کھڑے ہو کر ایک اعلان کرنے والے نے اعلان کیا کہ میں اہل حجاز کے تاجر ابورافع کی موت کا اعلان کرتا ہوں۔

میں اپنے ساتھیوں کے پاس آیا۔ انہیں کہا جلدی کرو۔ اللہ تعالیٰ نے ابورافع کو قتل کر دیا ہے۔ چنانچہ میں نبی پاک ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کو اس کی اطلاع دی تو نبی پاک ﷺ نے فرمایا۔ اپنا پاؤں پھیلاؤ۔ میں نے اپنا پاؤں پھیلایا تو آپ ﷺ نے میرے پاؤں پر اپنا دست مبارک پھیرا جس سے پاؤں ایسے ہو گیا جیسے کبھی اس میں تکلیف ہوئی ہی نہ تھی۔

(بخاری، کتاب المغازی، حدیث نمبر 4039)

☆ابوجہل (گستاخِ رسول) کا انجام

حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بدر کی لڑائی میں، میں صف کے ساتھ کھڑا ہوا تھا۔ میں نے جب دائیں

بائیں جانب دیکھا تو میرے دونوں طرف قبیلہ انصار کے دونوعمر لڑکے تھے۔ میں نے آرزو کی کاش! میں ان سے زبردست زیادہ عمر والوں کے درمیان میں ہوتا۔ اتنے میں ایک نے میری طرف اشارہ کیا اور پوچھا۔ اے چچا! کیا آپ ابوجہل کو پہچانتے ہیں؟ میں نے کہا۔ ہاں بھتیجے۔ لیکن تمہیں اس سے کیا کام ہے؟ لڑکے نے جواب دیا۔ مجھے معلوم ہوا کہ وہ رسول پاک ﷺ کو گالیاں دیتا ہے۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے، اگر مجھے وہ مل گیا تو اس وقت تک میں اس سے جدا نہیں ہوں گا، جب تک کہ ہم میں کوئی جس کی قسمت میں پہلے مرنا ہوگا، مرنہ جائے۔ مجھے اس پر بڑی حیرت ہوئی پھر دوسرے نے اشارہ کیا اور وہی باتیں اس نے بھی کہیں۔ ابھی چند منٹ ہی گزرے تھے کہ مجھے ابوجہل دکھائی دیا جو لوگوں میں گھومتا پھر رہا تھا۔ میں نے ان لڑکوں سے کہا کہ جس کے متعلق تم لوگ مجھ سے پوچھ رہے تھے، وہ سامنے پھرتا ہوا نظر آ رہا ہے۔

دونوں (نوعمر لڑکوں حضرت معاذ ومعوذ رضی اللہ عنہما) نے اپنی تلواریں سنبھالیں اور اس پر جھپٹ پڑے اور حملہ کر کے اسے قتل کر دیا۔ اس کے بعد رسول پاک ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے

اور آپ کو خبر دی۔ رسول پاک ﷺ نے پوچھا کہ تم دونوں میں سے کس نے اسے مارا ہے؟ دونوں نوجوانوں نے کہا کہ میں نے اسے قتل کیا ہے۔ اس لئے آپ ﷺ نے ان سے پوچھا کہ کیا تم نے اپنی تلواریں صاف کر لی ہیں۔ انہوں نے عرض کی۔ نہیں۔ پھر رسول پاک ﷺ نے دونوں تلواروں کو دیکھا اور فرمایا کہ تم دونوں ہی نے اسے مارا ہے اور اس کا سامان حضرت معاذ بن عمرو بن جموح کو ملے گا اور وہ دونوں نوجوان معاذ بن عفراء اور معوذ رضی اللہ عنہما عفراء کے بیٹوں کو بتلایا گیا ہے۔ ممکن ہے کہ یہ لوگ بھی بعد میں شریک قتل ہو گئے ہوں۔

رسول پاک ﷺ ابوجہل کے قتل سے بڑے خوش ہوئے اور سجدۂ شکر ادا کیا اور فرمایا یہ اس اُمّت کا فرعون ہے (بخاری شریف، کتاب فرض الخمس)

☆ ابولہب (گستاخِ رسول) کا عبرتناک انجام

ابولہب کا اصلی نام عبدالعزیٰ تھا۔ یہ حضرت عبدالمطلب کی اولاد سے تھا۔ سرخ رنگ ہونے کی وجہ سے اس کی کنیت ابولہب تھی۔ یہ شخص

رسول محتشم ﷺ کا بے حد دشمن، اسلام کا شدید ترین مخالف اور مسلمانوں کو سخت ایذائیں دینے والا تھا۔ مکہ میں ابولہب اور رسول محتشم ﷺ کے گھر کی درمیانی دیوار ایک ہی تھی یعنی وہ آپ کا قریب ترین ہمسایہ تھا۔ اس کے علاوہ حکم بن عاص، عتبہ بن ابی معیط، عدی بن حمراء اور ابن الاصداء الہذلی بھی آپ ﷺ کے ہمسایہ تھے۔ یہ لوگ گھر میں بھی اللہ تعالیٰ کے محبوب ﷺ کو آرام نہیں کرنے دیتے تھے۔ آپ ﷺ کبھی نماز پڑھ رہے ہوتے تو یہ اُوپر سے بکری کی اُوجھڑی پھینک دیتے۔ صحن میں کھانا پک رہا ہوتا تو اس پر غلاظت پھینک دیتے تھے۔ سرکار کریم ﷺ باہر نکل کر ان لوگوں سے فرماتے۔ اے بنی عبد مناف یہ کیسی ہمسائیگی ہے؟ (بحوالہ: بیہقی، ابن ابی حاتم، ابن جریر)

رسول اعظم ﷺ نے جب کوہِ صفا پر توحید کا اعلان فرمایا تو سب سے پہلے ابولہب نے کہا، تم پر ہلاکت ہو۔ کیا اس لئے تو نے ہمیں جمع کیا تھا۔ (بخاری، کتاب التفسیر)

ابولہب کی اس گستاخی کے جواب میں پروردگار عالم نے قرآن مجید میں مکمل ایک سورت ''سورۂ لہب'' نازل فرمائی۔ سورۂ لہب کے

نزول پر ابھی آٹھ سال ہی گزرے تھے کہ جنگ بدر میں بڑے بڑے سرداران قریش مارے گئے جو دشمنی رسول میں ابولہب کے ساتھی، معاون اور مددگار تھے۔ مکہ میں جب بدر کی شکست کی اطلاع پہنچی تو سب سے زیادہ دکھ اور رنج ابولہب کو ہوا۔ یہ اسی صدمے اور رنج میں بیمار پڑ گیا۔ ساتویں روز بیماری چیچک کی شکل اختیار کر گئی جس وجہ سے اس کے گھر والوں نے اسے چھوڑ دیا۔ اس کے بیٹوں نے اس کے ساتھ کھانا پینا بھی ترک کر دیا۔ بالآخر نہایت بے کسی کی موت مرا۔ مرنے کے بعد اس کے بیٹے بھی اس کے قریب نہ گئے۔ تین دن تک اس کی لاش کے قریب کوئی نہ گیا۔ اس سے بُو پھیلنے لگی تب لوگوں نے اس کے بیٹوں کو طعنے دینے شروع کئے تو انہوں نے ایک حبشی کو کچھ مزدوری دی جس نے ایک گڑھا کھودا اور لکڑیوں سے اس کی لاش کو دھکیل کر اس میں پھینک دیا اور اوپر سے مٹی ڈال دی۔

☆ابولہب کے (گستاخ) بیٹے کا انجام

اعلان نبوت سے پہلے سید عالم نور مجسم ﷺ کی دو بیٹیاں جو کہ ابولہب کے دو بیٹے عتبہ اور عتیبہ کے نکاح میں تھیں جس وقت

سید عالم ﷺ نے توحید کی دعوت شروع کی تو ابولہب نے کہا۔ میرا تم دونوں بیٹوں سے ملنا حرام ہے۔ جب تک تم محمد (ﷺ) کی بیٹیوں کو طلاق نہ دے دو۔ چنانچہ دونوں نے طلاق دے دی اور عتیبہ تو جہالت میں اس قدر آگے بڑھ گیا کہ ایک دن رسول پاک ﷺ کے سامنے آ کر اس نے رسول پاک ﷺ کی طرف تھوکا۔ جو آپ ﷺ پر نہیں پڑا۔ حضور اکرم نور مجسم ﷺ نے فرمایا۔ خدایا اس پر اپنے کتوں میں سے ایک کتا مسلط فرما۔

اس کے بعد عتیبہ ابولہب کے ساتھ ملک شام روانہ ہو گیا۔ دوران سفر ایک ایسی جگہ پڑاؤ کیا جہاں مقامی لوگوں نے بتایا کہ رات کو درندے آتے ہیں۔ یہ سن کر ابولہب نے اپنے ساتھی اہل قریش سے کہا کہ میرے بیٹے کی حفاظت کا کچھ انتظام کرو کیونکہ مجھے محمد (ﷺ) (کی عتیبہ کے خلاف) دعا کا خوف ہے۔ اس پر قافلے نے عتیبہ کے گرد ہر طرف اپنے اونٹ بٹھا دیئے اور سو گئے۔ خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ رات کے وقت ایک شیر آیا اور اونٹوں کے حلقے میں سے گزر کر اس نے عتیبہ کو پھاڑ کھایا (بحوالہ: دلائل النبوت لابی نعیم الاصفہانی)

☆ سرور کونین ﷺ کا گستاخ چاہے کسی بھی مذہب سے تعلق رکھتا

ہو وہ واجب القتل ہے اور اگر کوئی مسلمان شانِ رسالت میں گستاخی کرے تو وہ ہرگز مسلمان نہیں رہتا۔ وہ اپنی کلمہ گوئی کی اہانت رسول کے باعث خود ہی نفی کر دیتا ہے۔ وہ اسلام کے دائرے سے باہر اور ایمان کی دولت سے محروم ہو جاتا ہے، خواہ دیکھنے والوں کو بظاہر حافظ و قاری وحاجی، مقرر، قاضی، عالم، وفاضل اور مفتی وشیخ القرآن ہی کیوں نہ نظر آئے۔ اس کے تمام اعمال برباد ہیں۔ حکومت ایسے گندے وجود سے زمین کو پاک کر دے جیسا کہ احادیث میں خود حضور اکرم ﷺ نے اپنی گستاخی کرنے والوں کے خون کو رائیگاں قرار دیا اور اُن کے قتل کا کوئی بدلہ نہیں دلوایا گیا لہذا ثابت ہوا کہ گستاخ رسول واجب القتل ہے۔

سوال: کیا خلفائے راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین اور اکابر صحابہ کرام علیہم الرضوان کے نزدیک بھی گستاخِ رسول واجب القتل ہے؟

جواب: جی ہاں! تمام صحابہ کرام علیہم الرضوان کے نزدیک گستاخِ رسول واجب القتل ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:

گستاخ رسول صحابہ کرام کی نظر میں

توہینِ رسالت اور صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ

☆ حضرت ابو برزہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس تھا۔ آپ کسی شخص سے ناراض ہوئے تو وہ بھی جواباً بدکلامی کرنے لگا۔ میں نے عرض کی۔ اے رسول اللہ ﷺ کے خلیفہ! مجھے اجازت دیں۔ میں اس کی گردن اڑا دوں گا۔ میرے ان الفاظ کو سن کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا سارا غصہ ختم ہوگیا۔ آپ وہاں سے کھڑے ہوئے اور گھر چلے گئے۔ گھر جا کر مجھے بلوایا اور فرمانے لگے۔ ابھی تھوڑی دیر پہلے آپ نے مجھے کیا کہا تھا۔ میں نے کہا۔ کہا تھا کہ آپ رضی اللہ عنہ مجھے اجازت دیں۔ میں اس گستاخ کی گردن اڑا دوں گا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرمانے لگے۔ اگر میں تم کو حکم دے دیتا۔ تو تم یہ کام کرتے؟ میں نے عرض کی۔ اگر آپ رضی اللہ عنہ حکم فرماتے تو میں ضرور اس کی گردن اڑا دیتا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ نہیں۔ اللہ تعالیٰ کی قسم! رسول پاک ﷺ کے بعد یہ کسی کے لئے نہیں کہ اس سے بدکلامی کرنے

والے کی گردن اڑادی جائے یعنی رسول پاک ﷺ کی شانِ اقدس میں گستاخی کرنے والے کی ہی گردن اڑائی جائے گی۔ (ابو داؤد حدیث، جلد سوم، کتاب الحدود، حدیث 958، ص 338، مطبوعہ فرید بک اسٹال لاہور)

☆ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو والی یمن حضرت مہاجر بن امیہ کے ذریعہ خبر ملی کہ وہاں (یمن میں) ایک عورت تھی جو حضور اکرم ﷺ کی توہین میں اشعار گاتی تھی تو حضرت مہاجر رضی اللہ عنہ نے اس کے ہاتھ کاٹ دیئے اور اس کے اگلے دانت نکال دیئے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر تم نے اسے یہ سزا نہ دی ہوتی تو تمہیں حکم دیتا کہ اس عورت کو قتل کردو۔ کیونکہ انبیاء کرام کی گستاخی کی حد دوسرے لوگوں کی (گستاخی کی) حدود کے مشابہ نہیں ہوتی (کتاب الشفاء ص 222، الصارم المسلول ص 194)

توہین رسالت اور فاروق اعظم رضی اللہ عنہ

حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس ایک ایسے آدمی کو لایا گیا جس نے سرورِ کونین ﷺ کو

گالی دی تھی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسے قتل کر دیا پھر فرمایا: جس نے اللہ تعالیٰ کے کسی نبی کو گالی دی تو اسے قتل کر دو۔ (جواہر البحار جلد سوم ص 240، الصارم المسلول ص 195)

توہین رسالت اور مولیٰ علی رضی اللہ عنہ

☆ امام عبدالرزاق ابن تیمی سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا جو شخص حضور اکرم ﷺ کی طرف جھوٹ منسوب کرے اسے قتل کر دیا جائے گا۔ (مصنف: عبدالرزاق جلد پنجم ص 306-307)

☆ ایک یہودیہ عورت رسول اللہ ﷺ کو گالیاں دیا کرتی تھی۔ ایک آدمی نے اس کا گلا گھونٹ کر ہلاک کر دیا تو رسول اللہ ﷺ نے اس کے خون کو رائیگاں قرار دے دیا۔ (ابوداؤد، کتاب الحدود، حدیث 3796)

☆ حضرت علی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جو کسی نبی کو گالی دے اسے قتل کر دو اور جو میرے صحابہ کو گالی دے اسے کوڑے مارو۔

(طبرانی معجم الصغیر جلد 1،ص 335، کتاب الشفاء جلد دوم،ص 122 ،فتاوی خیریہ جلد اول،ص 171)

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ اور توہین رسالت ﷺ

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان کے پاس ایک (عیسائی) راہب گزرا جس کے بارے میں لوگوں نے کہا کہ یہ حضور اکرم ﷺ کی شان اقدس میں گستاخی کرتا ہے۔ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر میں اس سے گستاخانہ کلمات سن لیتا تو اس کی گردن اڑا دیتا (جواہر البحار جلد سوم صفحہ نمبر 241،تفسیر مظہری جلد چہارم،ص 191 ،احکام القرآن جلد سوم ص 85)

ادنیٰ سے بھی ادنیٰ ہو مسلمان تو اس سے
برداشت نہ ہو پائے گی توہین رسالت
ناموس رسالت پر نہ ہو جو مرنے کی خواہش
بیکار ہے بیکار ہے ہر ایک عبادت

حضرت سعد ابن معاذ رضی اللہ عنہ اور توہین رسالت

حضرت سعد ابن معاذ رضی اللہ عنہ نے یہود سے فرمایا کہ اگر تم نے دوبارہ بارگاہ رسالت ﷺ میں ''راعنا'' کا لفظ بولا تو میں تمہیں قتل کردوں گا (صاوی جلد اول ص 47، تفسیر خازن جلد اول ص 72)

کیونکہ اس لفظ میں توہین رسالت ﷺ کا شبہ پایا جاتا ہے۔

آؤ کہ کریں آج سے ہم سب یہ تہیہ
گستاخ نبی ﷺ کیفر کردار کو پہنچے
الجھے گا جو عشاق سے مٹ جائے گا آخر
آواز مری دشمن سرکار ﷺ کو پہنچے

سوال: کیا علمائے اُمت کے نزدیک بھی گستاخ رسول واجب القتل ہے؟

جواب: علمائے اُمت نے اپنے فتاوٰی میں گستاخ رسول کی سزا قتل تجویز فرمائی ہے۔

1: فتاویٰ قاضی خان میں

امام قاضی خان فرماتے ہیں:

کسی شئے میں حضور اکرم ﷺ پر عیب لگانے والا کافر ہو جائے گا۔ اسی طرح بعض علماء نے فرمایا اگر کوئی شخص آپ ﷺ کے بال مبارک کو شعر کی بجائے شعیر (بصیغہ تقصیر) کہے تو وہ کافر ہو جائے گا اور ابو حفص الکبیر سے منقول ہے کہ اگر کوئی شخص حضور اکرم ﷺ کے کسی بال مبارک کی طرف بھی عیب منسوب کرتا ہے تو وہ بھی کافر ہو جائے گا (فتاویٰ قاضی خان جلد چہارم ص 883)

2: حضرت علامہ امام شہاب الدین خفاجی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ ایک روایت پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ جو بھی حضور اکرم ﷺ کو گالی دے اس کے قتل کرنے پر تمام صحابہ کرام کا اجماع ہے (شرح شفاء شریف جلد چہارم ص 485)

3: امام محمد ابن سحنون علیہ الرحمہ فرماتے ہیں

اس پر تمام علماء کا اجماع ہے کہ حضور اکرم ﷺ کو گالی دینے والا کافر ہے اور اس پر اللہ تعالیٰ کے عذاب کی وعید ہے۔ پوری امت کے نزدیک اس کا حکم قتل ہے اور جو اس کے کفر میں شک کرے وہ خود کافر ہے (نسیم الریاض جلد چہارم ص 338)

4: امام ابن ہمام حنفی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں

جو شخص حضور اکرم ﷺ کے لئے اپنے دل میں بغض رکھے وہ مرتد ہے اور آپ ﷺ کو گالی دینے والا بدرجہ اولیٰ مرتد ہوگا پھر ہمارے نزدیک اسے بطور حد (سزا) قتل کیا جائے

(فتح القدیر جلد سوم ص 407)

5: عثمان بن کنانہ سے مبسوط مروی ہے

مسلمانوں میں سے جو بھی حضور اکرم ﷺ کو گالی دے (نازیبا الفاظ استعمال کرے) اسے قتل کیا جائے گا یا زندہ سولی پر لٹکایا جائے گا اور اس کی توبہ قبول نہ کی جائے گی (کتاب الشفاء جلد سوم ص 216)

6: امام ابو بکر احمد بن علی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں

اس مسئلہ میں کسی مسلمان کا اختلاف نہیں کہ جس شخص نے بھی حضور اکرم ﷺ کی توہین کی اور آپ ﷺ کو اذیت پہنچانے کا قصد کیا اور وہ مسلمان کہلاتا ہو، وہ مرتد ہے اور مستحق قتل ہے۔

(احکام القرآن جلد 3 ص 106)

7: علامہ امام ابن عابدین شامی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں

محیط میں ہے کہ بعض مشائخ کے نزدیک اگر کسی نے حضور ﷺ کے شعر (بال) مبارک کو توہین کی نیت سے شعیر کہا تو وہ کافر ہو جائے گا اور بعض مشائخ کے نزدیک اگرچہ توہین کی نیت نہ بھی ہو تو تب بھی قائل کافر ہو جائے گا

(رسائل ابن عابدین شامی ص 326، مطبوعہ لاہور)

8: امام قرطبی علیہ الرحمہ تفسیر قرطبی میں لکھتے ہیں

اکثر علماء نے فرمایا کہ ذمی جب حضور اکرم ﷺ کو گالی دے یا کسی

بھی طریقے سے آپ ﷺ کی قدر ومنزلت کم کرے تو اس کو قتل کیا جائے گا

(تفسیر قرطبی جلد 8 ص 83)

9: امام احمد ابن حنبل علیہ الرحمہ فرماتے ہیں

جو شخص بھی حضور اکرم ﷺ کو گالی دے یا آپ کی شان میں گستاخی کرے، وہ مسلمان ہو یا کافر، اسے قتل کیا جائے گا۔ میرا خیال ہے کہ اس سے توبہ کا مطالبہ کئے بغیر قتل کر دیا جائے گا (الصارم المسلول ص 296)

10: امام قاضی عیاض علیہ الرحمہ کتاب الشفاء جلد دوم صفحہ نمبر 29 پر

امام ابن عتاب مالکی علیہ الرحمہ کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ قرآن وحدیث اس بات کو واجب کرتے ہیں کہ جو بھی حضور اکرم ﷺ کی ایذا کا ارادہ کرے یا آپ ﷺ کی تنقیص کرے اشارتاً یا صراحتاً اگرچہ وہ توہین معمولی سی ہی کیوں نہ ہو تو اس کو قتل کرنا واجب ہے۔

11: تفسیر مظہری میں حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں

کوئی بھی شخص جو رسول اللہ ﷺ کی ذات عالیہ میں طعن کرے یا آپ ﷺ کے دین یا آپ ﷺ کے نسب یا من جملہ صفات میں سے کسی صفت میں یا آپ ﷺ کی طرف کوئی بھی برائی منسوب کرنے کی وجہ سے آپ ﷺ کو ایذا پہنچاتا ہے۔ یہ برائی خواہ صراحتاً ہو کنایتاً ہو یا اشارتاً، وہ کافر ہو جائے گا اگر (مسلمان نے ایسا کیا تو مرتد کہلائے گا) یہ کافر و مرتد پر اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں لعنت بھیجتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے جہنم کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

سوال نمبر 5: ذمی گستاخ کی سزا فقہاء احناف کے نزدیک کیا ہے؟

جواب: فقہاء احناف کے نزدیک بھی ذمی گستاخ کی سزا موت ہے۔

ذمی گستاخ کی سزا کے متعلق فقہاء احناف کے فتاویٰ:

والحق انه يقتل عندنا اذا اعلن بشتمه عليه الصلاة والسلام صرح به في سير الذخيرة

(ردالمحتار رعلامہ ابن عابدین شامی)

ترجمہ: حق تو یہ ہے کہ ہم احناف کے نزدیک گستاخ ذمی کو قتل کیا جائے گا جبکہ وہ اعلانیہ گستاخی کرے، اس قول کی صراحت موجود ہے۔

ولهذا افتى اكثرهم بقتلِ من اكثر من سب النبي صلى الله عليه وسلم من اهلِ الذمة وان اسلم بعد اخذه. وقالوا يقتل سياسة. وهذا متوجه على اصولهِم. فقد افاد انه يجوز عندنا قتله اذا تكرر منه ذلك واظهره

(ردالمحتار، علامہ ابن عابدین شامی)

ترجمہ: لہذ افقہاء احناف کی اکثریت اہل ذمی کے مسئلہ میں گستاخ نبی کے قتل کی طرف گئے ہیں، اگر وہ اسلام لے بھی آئیں تب بھی گرفتاری کے بعد سیاسی بنیاد پر قتل کیا جائے گا۔ اس حوالہ سے ہم احناف کے نزدیک بتکرار اس کی گستاخی کے اظہار کے لئے کافی ہے۔

ومن امتنع من اداء الجزیة او قتل مسلما اوزنی بمسلمة او سب النبی صلی اللہ علیہ وسلم لم ینقض عھدہ ولو امتنع عن قبولھا نقض عھدہ ولا ینقض العھد الا ان یلحق بدار الحرب او یغلبوا علی موضع قریة او حصن فیحاربوننا واذا انتقض عھدہ فحکمہ حکم المرتد معناہ فی حکمہ باللحاق بموتہ (فتاویٰ عالمگیری)

ترجمہ: اگر ذمی نے بارگاہِ رسالت میں گستاخی کی اور وہ اس کے قبول کرنے سے منع کرے، عہد ٹوٹنے کے بعد اس کا حکم مرتد کا سا ہے اور اس کا مطلب ہے موت۔

لبیان قتلِ المراة اذا اعلنت بشتم الرسول بما روی ان عمیر بن عدی لما سمع عصماء بنت مروان توذی الرسول فقتلھا لیلا مدحہ صلی اللہ علیہ وسلم علی ذلك انتھی

(ردالمحتار، علامہ ابن عابدین شامی، ص 335)

ترجمہ: گستاخ ذمی عورت کا اعلانیہ گستاخی کے بیان کو نقل کیا عصماء بنت مروان نے اعلانیہ گستاخی کی تو حضرت عمیر بن عدی نے سنا تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تو رسول اللہ ﷺ کو ایذا پہنچاتی ہے تو آپ رضی اللہ عنہ نے اسے رات میں قتل کر دیا۔ حضور ﷺ نے یہ سنا تو آپ ﷺ نے حضرت عمیر بن عدی رضی اللہ عنہ کی تعریف فرمائی۔

ویودب الذمی ویعاقب علی سبه دین الاسلام او القرآن او النبی صلی الله علیه وسلم حاوی وغیره قال العینی واختیاری فی السب ان یقتل ا ه وتبعه ابن الهمام قلت: وبه افتی شیخنا الخیر الرملی وهو قول الشافعی

ترجمہ: ذمی کو دین اسلام یا قرآن یا نبی کریم ﷺ کی شان میں نازیبا کلمات کہنے کی وجہ سے تادیباً سزا دی جائے گی اور اس کی پکڑ ہوگی۔ حاوی وغیرہ میں اسی طرح ہے۔ علامہ عینی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ذمی کے گالی دینے کی صورت میں میری رائے یہی ہے کہ اسے قتل کر دیا جائے۔ ابن الہمام کی رائے بھی اسی طرح ہے۔ میں

(علامہ حصکفی) کہتا ہوں کہ یہی فتویٰ ہمارے شیخ خیر الرملی نے دیا ہے اور یہی امام شافعی علیہ الرحمہ کی رائے ہے۔

(درالمختار، علامہ علاؤالدین حصکفی حنفی، جلد؟، ص 333-332)

ای اذا لم یعلن فلو اعلن بشتمه او اعتاده قتل ولو امراۃ وبه یفتی الیوم

(ردالمحتار، علامہ ابن عابدین شامی، جلد 6، ص 331)

ترجمہ: ذمی کے قتل میں اختلاف کا مسئلہ اس وقت تک ہے جب اس کا یہ جرم پوشیدہ ہو لیکن جب وہ اعلانیہ بے غیرتی پر اتر آئے تو اسے قتل کر دیا جائے گا، چاہے وہ عورت ہی کیوں نہ ہو۔ آج کے دور میں فتویٰ اسی پر ہے۔

سوال: گستاخ رسول کی سزا موت ایک فوجی آمر (جنرل ضیاء الحق) کا خود ساختہ قانون ہے، لہٰذا اس کو ختم کیا جائے؟

جواب: آج کل ہر سیکولر طبقہ 295/C پر تنقید کرتے ہوئے یہ کہتا ہے کہ یہ قانون ایک فوجی آمر کے دور میں بنا تھا لہٰذا اس کو ختم کیا

جائے۔

یہ قانون ضیاء الحق کا نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کا قانون ہے۔ یہ اسلامی قانون ہے کہ گستاخ رسول کو سزائے موت دی جائے یعنی اس کو حاکم اسلام قتل کر دے۔ یہ قانون کو پاکستان بننے کے ساتھ ہی نافذ ہو جانا چاہئے تھا مگر ہماری بدقسمتی ہے کہ ہمیں جناح کے بعد صرف اور صرف سیکولر اور لبرل حکمران نصیب ہوئے جنہوں نے مغرب کو خوش کرنے اور ڈالروں کو حاصل کرنے کے لئے اس قانون کو پس پشت ڈالا۔

پاکستان بننے کے بعد 1980ء میں ایک ترمیمی آرڈیننس کے ذریعہ دفعہ 298/A کا اضافہ کیا گیا جس میں امہات المومنین اور صحابہ کرام علیہم الرضوان کی شان میں گستاخی کو قابل تعزیر جرم قرار دیا گیا لیکن سید عالم ﷺ کی شان میں گستاخی کی کوئی سزا مقرر نہیں کی گئی۔

1985ء کی قومی اسمبلی میں ادارے کے سرپرست اعلیٰ قائد اہلسنت حضرت علامہ مولانا سید شاہ تراب الحق قادری صاحب، شیخ الحدیث حضرت علامہ مولانا عبد المصطفیٰ الازہری، حاجی حنیف طیب اور محترمہ قمر النساء قمر و دیگر حضرات کی کوششوں سے 295/C کا اضافہ کیا گیا جس میں شان اقدس میں بالواسطہ یا بلاواسطہ اشارتاً یا

کنایتاً توہین یا تنقیص یا بے حرمتی کرنے کی سزا ''سزائے موت یا سزائے عمر قید'' مقرر کی گئی جسے قومی اسمبلی اور سینیٹ دونوں ایوانوں نے مکمل اتفاق رائے سے منظور کیا۔ اس وقت علمائے اہلسنت کے علاوہ دیوبند، اہلحدیث، شیعہ نمائندوں نیز پارسیوں کے نمائندے ایم پی بھنڈرا، ہندو نمائندے سیٹھ چمن داس، عیسائی نمائندے موجود تھے لیکن کسی نے بھی اس پر کوئی اعتراض نہیں کیا۔ جبکہ اکتوبر 1990ء فیڈرل شریعت کورٹ کے ایک فیصلے کی روشنی میں سزائے عمر قید کو ختم کر کے ''سزائے موت'' کو برقرار رکھا گیا کہ اس جرم کی سزا سزائے موت سے کم نہیں۔

2 جون 1992ء کو پاکستان کی قومی اسمبلی سے یہ قرارداد منظور ہوئی کہ توہین رسالت کی سزا موت ہونی چاہئے۔ اس سے قبل وفاقی شرعی عدالت حکومت کو حکم دے چکی تھی کہ توہین رسالت کی سزا عمر قید کی بجائے موت مقرر کی جائے۔ قومی اسمبلی میں اس معاملے پر بڑی بحث ہوئی جس کے بعد 295/C کی منظوری ہوئی۔

حقیقت یہ ہے کہ توہین رسالت کے قانون کی تشکیل کے لئے آئینی تحریک قیام پاکستان سے کئی سال قبل مولانا محمد علی جوہر نے شروع کی

تھی جب لاہور ہائی کورٹ کے جج کنور دلیپ سنگھ نے ایک قابل مذمت کتاب ''رنگیلا رسول'' کے ناشر راج پال کو محض یہ کہہ کر چھوڑ دیا کہ اس کی کتاب مروجہ قانون کی کسی دفعہ کی خلاف ورزی کے زمرے میں نہیں آتی۔ مولانا محمد علی جوہر نے یہ موقف اختیار کیا تھا کہ قصور جج کا نہیں، قانون کا ہے اور یوں توہین رسالت کے لئے قانون سازی کا مطالبہ 1927ء میں شروع ہوا۔ دو سال کے بعد 1929ء میں ایک مسلمان نوجوان غازی علم الدین نے راج پال کو لاہور میں قتل کر دیا۔ غازی علم الدین کو سزائے موت دی گئی تو ڈاکٹر اقبال نے رہائی کے لئے قائداعظم محمد علی جناح کو وکالت پر آمادہ کیا۔ غازی علم الدین کی پھانسی کے بعد ڈاکٹر اقبال نے ان کے جنازے میں شہید کو خراج تحسین پیش کیا۔

سوال: 295/C پر عملدرآمد میں گڑبڑ ہے۔ اس کی آڑ میں جھوٹے مقدمات بنائے جاتے ہیں لہذا اس قانون کو ختم کیا جائے؟

جواب: یہاں پر درجنوں قوانین کا حوالہ دیا جا سکتا ہے جن کا غلط

استعمال ہوتا ہے، پولیس کا سارا نظام ہی غلط ہے، جگہ جگہ لوگوں پر غلط مقدمات بنائے جاتے ہیں اور وہ سالہا سال تک جیلوں میں سڑتے رہتے ہیں۔کیا ان تمام قوانین کوختم کر دینا چاہئے؟

زنا کا قانون یہ ہے کہ عورت شکایت کرے تو زنا ہے۔کیا اس قانون کا عورتیں غلط استعمال نہیں کر رہی ہیں؟ بے شمار ایسے قوانین ہیں جن کا صحیح اور غلط استعمال کیا جارہا ہے۔کون سا ایسا قانون ہے جس کا غلط استعمال نہیں ہورہا؟ اس کا مطلب تو یہ ہے کہ ملک سے سرے سے قانون ہی ختم کر دیا جائے۔

سوال: 295/C کا نشانہ غیر مسلم خصوصاً مسیحی اقلیت کو بنایا جاتا ہے لہذا اس قانون کوختم کیا جائے؟

جواب: 295/C انصاف پر مبنی اسلامی قوانین کے مجموعے کا نام ہے۔اس قانون کے تحت مجرم یا ملزم کو اپنی صفائی پیش کرنے کا پورا پورا اختیار ہے، اس قانون میں کسی پر جھوٹا الزام لگانے والے کے لئے بھی سزا موجود ہے۔ مسیحی قائدین کا یہ کہنا کہ 295/C صرف غیر مسلموں یا صرف مسیحی اقلیت کے لئے ہے، دو وجہ سے غلط ہے۔

پہلی وجہ تو یہ ہے کہ امام محمد علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ انبیاء کرام علیہم السلام یا سردار انبیاء سرور کونین ﷺ کی شان میں گستاخی کرنیوالا مسلمان ہو یا کافر، قتل کیا جائے گا۔ اس لئے اس قانون میں صرف غیر مسلموں یا صرف مسیحی اقلیت کی تخصیص نہیں، کافر ہو یا مسلمان، گستاخ رسول واجب القتل ہے۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ پچھلے بیس برسوں کے دوران توہین رسالت اور توہین قرآن کے الزام میں سات سو سے زائد مقدمات درج ہو چکے ہیں، جن میں سے نصف سے زیادہ مقدمات مسلمانوں نے مسلمانوں کے خلاف درج کرائے لہذا یہ دعویٰ غلط ہے کہ 295/C کا نشانہ صرف غیر مسلم بنتے ہیں۔

سوال: کیا یورپ یا دوسرے ممالک میں بھی اس قسم کے قوانین ہیں؟

جواب: یورپی ممالک اور اس کے اتحادی ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں کہ پاکستان میں 295/C کا خاتمہ ہو جائے تا کہ وہ پاکستان میں بھی نعوذ باللہ من ذالک سید عالم ﷺ کی ناموس پر ضرب لگاتے

رہیں۔ اگر وہ اس قانون کو ختم کرانا چاہتے ہیں تو یہ ان کی منافقت ہے۔

امریکہ اور یورپ میں توہین مسیح کا قانون ہے، امریکہ کی بعض ریاستوں میں توہین مسیح کی سزا موت ہے۔ وہاں پر اس قانون اور اس کی سزا کے خلاف کوئی آواز بلند نہیں کر سکتا۔ اگر کوئی ایسا کرتا ہے تو وہ بھی مجرم ٹھہرتا ہے۔ ہمارے یہاں قانون کی بڑی آزادی ہے۔ برطانیہ میں بھی توہین مسیح پر قانون ہے اور اس کی سزا عمر قید ہے کیونکہ برطانیہ میں سزائے موت ختم ہو چکی ہے۔ سب سے بڑی سزا عمر قید ہے۔ توہین مسیح تو بہت بڑا جرم ہے۔ وہاں پر ان معاملات میں یہ لوگ اس قدر حساس ہیں کہ مدر ٹریسا پر ایک فلم بنی جس میں وہ وجد میں آ کر حضرت مسیح (عیسیٰ علیہ السلام) کی شبیہ کے بوسے لیتی ہے تو اس فلم کی نمائش پر فوراً ہی پابندی لگا دی گئی۔ فلم کا معاملہ ہاؤس آف لارڈ میں گیا۔ وہاں اس کی توثیق ہوئی اور وہاں یہ بھی کہا گیا کہ اگر آپ مدر ٹریسا کے حوالے سے بات کر رہے ہیں تو آپ توہین مسیح کے قانون کو وسیع کریں اور اسے تمام انبیاء کرام کے لئے رکھیں۔ صرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے نہیں تو جواب یہ آیا کہ ہم ایسا نہیں کر سکتے۔

اگر اسلام پر جارحانہ حملہ ہوتا ہے تو ہمارے نزدیک وہ حملہ جائز ہے کیونکہ اسلام ہمارا مذہب نہیں ہے۔

آپ دیکھئے کہ برطانیہ خود کو ایک سیکولر ملک نہیں کہتا بلکہ وہ اپنی شناخت ایک مسیحی ملک کے طور پر رکھتا ہے اس کے پرچم پر صلیب آویزاں ہے۔ فلم بنانے والے یورپی یونین میں گئے۔ وہاں انہیں اجازت نہیں ملی۔ یورپ کی انسانی حقوق کی عدالتوں نے اس احتجاج کو خارج کردیا اور فلم پر پابندی برقرار رکھی کہ وہ ان معاملات میں دخل نہیں دیں گے کیونکہ یہ برطانیہ کا قانون ہے اور وہ کسی ملک کو اپنا قانون تبدیل کرنے کے لئے نہیں کہہ سکتے لیکن وہ ہمیں کہتے رہتے ہیں۔ یہ تو ان کا اپنا اصل ہے کہ وہ کتنے مذہبی ہیں اور اپنے معاملات میں کس قدر سخت گیر ہیں، لیکن مسلمانوں کو اپنے مذہب پر عمل کرنے اور اپنے نبی ﷺ کی حرمت و ناموس کی حفاظت کا حق نہیں دینا چاہتے۔

یورپ اور قانون توہین انبیاء

پاپائے روم یا چرچ کے اقتدار میں آنے سے قبل یورپ میں رومن

لاء (Roman Law) کی عملداری تھی۔ چونکہ انجیل میں کوئی قانون احکام موجود نہ تھے لیکن جب کلیسا نے اسٹیٹ (State) پر غلبہ واقتدار حاصل کرلیا تو پوپ کے منہ سے نکلے ہوئے ہر حکم کو قانون کی بالادستی حاصل ہوگئی۔ تورات کے برعکس انجیل صرف پند ونصائح کا مجموعہ تھا۔ اس لئے یورپ اور ایشیا میں جہاں جہاں عیسائی حکومتیں قائم ہوئیں، وہاں کاروبار حکومت چلانے کے لئے اہل کلیسا کو رومی قانون اور یہودیوں کے تالمودی قانون ہی پر انحصار کرنا پڑا۔

موسوی قانون کے تحت قبل مسیح علیہ السلام کے انبیاء کی اہانت اور تورات کی بے حرمتی کی سزا سنگسار مقرر تھی۔ رومن امپائر کے شہنشاہ جسٹینین (Justinain) کا دور حکومت طلوع اسلام سے چند سال قبل 528 تا 565 صدی عیسوی پر محیط ہے۔ رومن لاء کی تدوین کا سہرا بھی اسی کے سر ہے اور اس کو عدل وانصاف کا مظہر بھی سمجھا جاتا ہے۔ اس نے جب دین مسیحی قبول کرلیا تو قانون موسوی کو منسوخ کر کے انبیائے بنی اسرائیل علیہم السلام کی بجائے صرف حضرت مسیح علیہ السلام کی توہین اور انجیل کی تعلیمات سے انحراف کی سزا سزائے موت مقرر کی گئی۔ اس کے دور سے قانون توہین مسیح سارے یورپ کی سلطنتوں کا قانون

بن گیا۔ روس اور اسکاٹ لینڈ میں اٹھارویں صدی تک اس جرم کی سزا سزائے موت ہی دی جاتی رہی ہے۔

روس میں بالشویک انقلاب کے بعد جب کمیونسٹ حکومت برسر اقتدار آئی تو سب سے پہلے اس نے دین و مذہب کو سیاست اور ریاست سے کلیتاً خارج کر دیا۔ اس کے بعد یہاں سزائے موت برقرار رہی لیکن اہانت مسیح کے جرم کی پاداش میں نہیں بلکہ مسیح کی جگہ اشتراکی امپیریلزم کے سربراہ نے لے لی۔ اسٹالن جو رشین امپائر کا سربراہ بن بیٹھا تھا، اس کی اہانت تو بڑی دور کی بات تھی، اس سے اختلاف رائے رکھنا بھی ممالک محروسہ روس کا سنگین جرم بن گیا۔ ایسے سرپھرے لوگوں کے یا تو سر کچل دیئے جاتے تھے جس کی مثال لینن کے ساتھی ٹراٹسکی کی خونچکاں موت کی صورت میں موجود ہے۔ جو اپنی جان بچانے کی خاطر روس سے بھاگ کر امریکہ میں پناہ گزیں تھا یا پھر ایسے مجرموں کو سائبیریا کے بیگار کیمپوں میں موت کے حوالے کر دیا جاتا تھا۔ ایسی اذیت ناک سزاؤں اور موت کی گرم بازاری نے زار روس کے دور سیاہ کی عقوبتوں کو بھی بھلا دیا۔

برطانیہ میں بھی اگرچہ توہین مسیح کی جسمانی سزائے موت موقوف

کردی گئی تھی، لیکن وہاں بھی اس جرم کی سزا کا قانون کامن لاء کے علاوہ بلاس فیمی ایکٹ (Blasphemy Act) کی صورت میں تبدیل ہو گیا۔ مناسب ہوگا کہ یہاں بلاس فیمی کے معنی کے ساتھ اس کی تعریف (Definaton) کی بھی وضاحت کردی جائے تاکہ اس کا صحیح مفہوم ذہن نشین ہو سکے۔

بلاس فیمی لاطینی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی اہانت کے ہیں۔ لاطینی اصطلاح میں خدا کے وجود اور دین مسیح کی صداقت سے انکار یا نجات دہندہ عالم یسوع مسیح کی شان میں اہانت اور انجیل مقدس کی تحقیر اور تضحیک کو بلاس فیمی کہا جاتا ہے۔ انگریزی زبان کی مستند قانونی لغت بلیکز لاء ڈکشنری (Black's Law Dictionary) کی رو سے بلاس فیمی ایسی تحریر یا تقریر ہے جو خدا، یسوع مسیح، انجیل یا دعائے عام کے خلاف ہو اور جس سے انسانی جذبات مجروح ہوں یا اس کے ذریعہ قانون کے تحت قائم شدہ چرچ کے خلاف جذبات کو مشتعل کیا جائے اور اس سے بدکرداری کو فروغ حاصل ہو۔ انسائیکلوپیڈیا آف برٹانیکا میں بلاس فیمی کی تعریف ذرا کچھ مختلف ہے جس میں بتلایا گیا ہے کہ مسیحی مذہب کی رو سے بلاس فیمی گناہ ہے اور علمائے اخلاقیات بھی اس

کی تائید کرتے ہیں جبکہ اسلام میں نہ صرف خدا کی شان میں بلکہ پیغمبر اسلام کی شان میں گستاخی بھی بلاس فیمی کی تعریف میں آتی ہے۔

(انسائیکلو پیڈیا آف برٹانیکا، ج2،ص74)

برطانیہ میں توہین مسیح (Blasphemy) کامن لاء کے تحت قابل تعزیر جرم ہے، جبکہ بلاس فیمی ایکٹ میں مجرم کے لئے جسمانی موت کی بجائے شہری موت (Civil Death) کی سزا مقرر ہے جس کی رو سے حکومت ایسے مجرم کے سارے شہری حقوق سلب کرنے کی مجاز ہے۔ بلاس فیمی اگر تقریری ہوتو دو معتبر گواہوں کی شہادت لازمی ہوگی اور اگر تحریری ہوتو ایسی تحریر ثبوت جرم میں پیش کی جائے گی۔

معروف جج پولاک کے خیال میں بلاس فیمی ایکٹ کے تحت کسی شخص کو تادیبی موت (Civil Death) کی سزا نہیں دی گئی مگر برطانیہ ہی کے ایک دوسرے ممتاز جج برام ویل نے صحیح طور پر جج پولاک (Pollock) کی تردید کی ہے۔ہم برام ویل جج کی تائید میں ڈینس لی مون (Denis Lemon) ایڈیٹر گے نیوز (Gay News) کے ایک اہم مقدمہ کا حوالہ دیں گے۔ لی مون پر 1978ء

میں توہین مسیح کے الزام میں برطانیہ کی عدالت میں کیس دائر ہوا۔ ایڈیٹر لی مون پر الزام یہ تھا کہ اس نے حضرت مسیح پر ایک مزاحیہ نظم لکھی ہے جس میں اس نے ان کو ہم جنس پرستی کی طرف مائل دکھلایا تھا۔ اس مقدمہ کی اہم ترین بات یہ ہے کہ صفائی کے وکلاء نے ملزم کی طرف سے دفاع میں یہ نکتہ اٹھایا کہ ملزم نے بلاس فیمی کا ارتکاب ارادتاً (Wilfylly) یا قصداً (Motive) نہیں کیا تھا۔ یہ بات اس نے بطور تفریح کہی ہے جس سے اہانت یا توہین مقصود نہیں۔ یہ وہی عذر ہے جو گستاخان رسالت شروع سے کرتے چلے آئے ہیں۔ جس کا ذکر کلام الٰہی میں آج سے چودہ سو سال قبل ہی کر دیا تھا اور انہیں یہ بھی بتایا تھا کہ یہ عذر قابل قبول نہیں ہوگا۔

دیکھئے قرآن حکیم کا یہ ارشاد:

قُلْ اَبِاللّٰهِ وَاٰيَاتِهٖ وَرَسُوْلِهٖ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِئُوْنَ ○ لَا تَعْتَذِرُوْا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ (سورۃ توبہ آیت 65-66)

”تم اللہ کے ساتھ، اس کی آیات کے ساتھ اور اسکے رسول ﷺ کے ساتھ استہزا (ہنسی مذاق) کرتے ہو۔ تمہارا کوئی عذر نہیں سنا جائے

گا، بلاشبہ تم نے ایمان کے بعد کفر کا ارتکاب کیا ہے۔"

لی مون کے مقدمہ میں صفائی کے وکلاء کا تمام تر زور اسی نکتہ پر تھا کہ گے نیوز میں ملزم نے مسیح کے بارے میں ایسی بات تفریحاً یا دل لگی کے طور پر کی ہے جس میں اس کی نیت یا ارادہ کا کوئی دخل نہیں ہے اور نہ ہی یہ بات بدنیتی سے کہی گئی ہے کہ بلاس فیمی یا توہین مسیح کے کیس میں "نیت" یا "ارادہ" غیر متعلق ہیں کیونکہ جو بات جناب مسیح کے بارے میں کہی گئی ہے اس کا براہ راست تعلق ایک واضح حقیقت سے ہے جس کی وجہ سے پیروان مسیح کے جذبات مشتعل ہوئے ہیں۔ اس لئے کہ ہر وہ بات اور ہر وہ چیز جو خدا، یسوع مسیح اور بائبل کی تضحیک، استہزا، توہین اور تنقیص کا باعث ہو، وہ بلاس فیمی یا قانون توہین مسیح کے تحت لائق تعزیر جرم ہے۔ اس لئے لی مون کو بلاس فیمی لاء کے تحت جیوری نے سزا سنائی۔ فیصلہ میں مزید کہا گیا ہے کہ برطانیہ میں قانون تو اس بات کی اجازت دیتا ہے کہ مذہب کا انکار کر دیا جائے وہ قابل گرفت جرم نہیں لیکن مذہب کے خلاف ناشائستہ اور اشتعال انگیز زبان استعمال کرنے کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔

اس طرح اہانت رسول ﷺ کے بارے میں قرآن مجید کی یہ وعید

کہ استہزا کرنے والوں کا کوئی عذر قابل قبول نہیں ہوگا۔ بیسوی صدی میں خود منکرین ہی کے ذریعہ پوری کر کے دکھلا دی گئی۔ فیصلہ کا اقتباس برطانیہ کے کثیر الاشاعت روزنامہ THE TIMES LONDON میں 27 اگست 1998ء کو ڈیوڈ ہالو (David Hollow) نے رپورٹ کیا ہے جو درج ذیل ہے۔

BLASPHEMY AND BIGOTORY

"Sincerity" and an "atmosphere of reverence" are not a sufficient defence against blasphemy. The 1978 conviction of Denis Lemon, editor of "Gay News" for publishing a poem suggesting that Jesus was a promiscous homosexual established that the intention, or motive, of an artist is irrelevant. It is a question

of fact: Is Christian religious feeling "outraged and insulted"?

The law is clear: "Every publication is said to be blasphemous which contains any contemptuous, reviling, scurrilous or ludicrous matter relating to God, Jesus Christ, or the Bible" The law allow you to attack subvert or deny the Christain religion, but not in a way that is "indecent" or "intemperate"

امریکہ اور اس کی اکثر سیکولر ریاستوں میں قانون توہین مسیح کو امریکی آئین کے بنیادی انسانی حقوق کے منافی نہیں قرار دیا گیا۔ اس سلسلہ میں امریکہ کی سپریم کورٹ نے بڑے دوررس فیصلے دیئے ہیں جو ملک عزیز کے معروضی حالات میں نہایت اہم ہیں۔ یہاں ہم امریکی سپریم کورٹ کے ایک معرکۃ الآراء فیصلے اسٹیٹ بنام موکس (State Vs. Mokas) سے ضروری اقتباس پیش کریں گے جس میں

آزادی مذہب اور آزادی پریس کے بنیادی حقوق سے بحث کرتے ہوئے فاضل عدالت عظمیٰ نے جو متفقہ فیصلہ دیا ہے اس کی تلخیص حسب ذیل ہے۔

''اگرچہ ریاست ہائے متحدہ امریکہ میں چرچ اور اسٹیٹ ایک دوسرے سے علیحدہ ہیں اور ان میں باہمی کوئی ربط اور تعلق نہیں، لیکن اسلام، بدھ مت اور دیگر مذاہب کے مقابلہ میں پیروان مسیح کی تعداد زیادہ ہے۔ حکومت کی زمام کار بھی ان ہی کے ہاتھوں میں ہونے کی وجہ سے ہر شعبہ زندگی میں ان کا اثر ورسوخ ہے اور عیسائیت ریاست اور ملک کی غالب اکثریت کا مذہب ہے'' فاضل عدالت نے اپنے بصیرت افروز فیصلہ میں تاریخ کے حوالے سے لکھا ہے:

''اور یہ بھی ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ دنیا میں تہذیب وتمدن کے آغاز ہی سے کسی ملک کے طرز حکومت کی تشکیل میں دین ومذہب کا نہایت اہم رول رہا ہے اور اس ملک کے استحکام اور بقاء کا انحصار بڑی حد تک اس مذہب کے احترام اور تکریم سے وابستہ ہے جو وہاں کی غالب اکثریت کے دینی شعائر سے علیحدہ نہ ہونے والا لازمی حصہ ہے''

فاضل عدالت نے اس کی مزید توضیح کرتے ہوئے لکھا ہے ''صدر امریکہ کی تقریب حلف وفاداری، اس کے علاوہ کانگریس اور مقننہ کی افتتاحی تقاریب اور عدالتوں کی کارروائی شہادت کا انجیل مقدس پر حلف سے آغاز سے یہ نتیجہ اخذ کرنا مشکل نہیں کہ مملکت کے تکون یعنی عدلیہ، مقننہ اور انتظامیہ کا بھی مذہب سے یک گونہ بالواسطہ تعلق ہے۔ اس لئے انہوں نے اپنے ریفرنس کا جواب دیتے ہوئے حتمی طور پر یہ قرار دیا ہے کہ آزادی مذہب اور آزادی پریس کے آئینی تحفظات اور بنیادی حقوق، توہین مسیح کے قانون اور اس کی بابت قانون سازی کی راہ میں مزاحم نہیں ہیں۔

یورپ کے قانون داں بلاس فیمی کے قانون کی توجیہ کچھ اس طرح کرتے ہیں کہ اس قانون کا محرک بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ مذہب پر حملہ دراصل ریاست پر حملے کے مترادف ہے۔ ان کی رائے میں اسی وجہ سے اکثر سیکولر ریاستوں میں بھی بلاس فیمی کو قابل تعزیر جرم بنادیا گیا۔

مقننین کی اس منطقی توجیہ اور امریکہ کی سپریم کورٹ کے ناقابل تردید دلائل کے بعد مزید کسی دلیل کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ یہ

مملکت خداداد پاکستان، جسے غلامان محمد عربی ﷺ نے علیحدہ قومیت کی بنیاد پر حاصل کیا تھا، جہاں ریاست کا سرکاری مذہب اسلام ہے، جہاں پارلیمنٹ کو یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ قرآن اور سنت رسول ﷺ کے خلاف کوئی فیصلہ صادر نہ کرے اور نہ ہی انتظامیہ کو شرع پیغمبر ﷺ سے سر مو اختلاف کی جسارت ہو سکتی ہے۔ ایسے میں کیا اسلامی جمہوریہ پاکستان میں ہر کسی کو یہ کھلی اجازت ہے کہ وہ مسلمانوں کے آقا و مولا سرکار ختمی مرتبت ﷺ جن کے نام و ناموس پر مسلمان اپنی جان و مال اور ہر چیز قربان کرنے کو حاصل حیات سمجھتا ہے، کی شان میں گستاخی کرے اور قانون کی گرفت سے آزاد رہے۔

تاریخ کی یہ ایک معروضی حقیقت ہے کہ ماضی میں برطانیہ، امریکہ، روس اور یورپ کے کسی ملک میں بھی جب تک چرچ اور اسٹیٹ، دین اور ریاست، ایک دوسرے سے علیحدہ نہیں ہوئے تھے، اس وقت تک سارے ملکوں میں چرچ کو مملکت پر برتری حاصل تھی اور وہاں یسوع مسیح کی پرستش ہوتی رہی۔ اس کے در پردہ کلیسا کو ملک کے سیاہ و سفید پر اقتدار کلی حاصل تھا، جس نے نشہ اقتدار میں بدمست ہو کر انسانیت پر لرزہ خیز مظالم کئے جس کے خلاف بغاوت کے نتیجہ میں چرچ اور

مملکت، دین اور سیاست کی تفریق عمل میں آئی۔ اس لئے ان ملکوں نے سیکولر یعنی لادینی طرز حکومت کو اپنالیا۔ اس کے باوجود ذوق پرستش ختم نہ ہوسکا اور اس نے ایک نئی صورت اختیار کر لی۔ اب یسوع مسیح کی بجائے ریاست کو فیٹش (Fetish) یعنی پوجمان شے بنالیا گیا اس لئے دنیا میں جہاں جہاں بھی سیکولر حکومتیں قائم ہوئیں وہاں ریاست کی مخالفت کو سنگین جرم بغاوت اور غداری قرار دیا گیا۔

آج دنیا کے تمام ملکوں میں خواہ وہ سیکولر ہوں، یا غیر سیکولر، جرم بغاوت کا قانون موجود ہے، جس کی سزا سزائے موت مقرر ہے۔ جو لوگ اس جرم کے الزام میں ماخوذ ہوں، انہیں گولیوں سے اڑا دیا جاتا ہے یا پھر انہیں تختہ دار پر کھینچا جاتا ہے۔ امریکہ جیسے مہذب اور ترقی یافتہ ملکوں میں انہیں گیس چیمبرز یا الیکٹرک چیئر میں بٹھا کر اذیت ناک طریقہ سے مار دیا جاتا ہے اور جس ملک میں اس جرم کی سزا عمر قید ہے وہاں ایسے ملزموں کو عقوبت خانوں میں تڑپ تڑپ کر مرنے کے لئے بند کر دیا جاتا ہے۔ اس قانون کے خلاف آج تک کسی نے لب کشائی نہیں کی تو پھر کیا پاکستان ہی میں جو اس محسن انسانیت ﷺ کی نسبت غلامی کی وجہ سے معرض وجود میں آیا اور جن کا نام نامی ہی اس

ملک کے قیام اور بقاء کا ضامن ہے، ان کی عزت و ناموس پر حملہ کرنے والوں کے خلاف قانون توہین رسالت، قابل اعتراض قانون ہے؟؟؟ قانون رسالت پر اعتراض دین و مذہب بلکہ خود اپنی عقل و دانش اور فہم و فراست سے یکسر انکار ہے۔

سوال: آئین پاکستان میں 295 کے تحت کون کون سی سزائیں مقرر کی گئی ہیں؟

جواب: P.P.C (پاکستان پینل کوڈ) کے قانون 295 کے تین سیکشنز ہیں۔

A-B-C اس میں سیکشن A کے مطابق:

کسی مذہب یا مذہبی گروہ کے عقائد کو دانستہ برا بھلا کہنا جرم ہے۔

سیکشن B کے مطابق:

قرآن پاک کی بے حرمتی یا شہید کرنا اس سیکشن میں شامل ہے۔

سیکشن C کے مطابق:

حضور ﷺ کی شان میں گستاخی، یعنی توہین رسالت، اس میں گستاخی کے لئے تحریری، تقریری سمیت تمام انداز شامل ہے۔

قانون میں ہر سیکشن کے حوالے سے با قاعدہ علیحدہ علیحدہ سزائیں مقرر ہیں۔ جیسے سیکشن A کے مطابق کسی کے مذہب یا مذہبی عقائد کو جان بوجھ کر برا بھلا کہنے اور اس کے نتیجے میں لوگوں کے مذہبی جذبات کو بھڑکانے کی سزا دس سال قید با مشقت اور جرمانہ ہے۔ جس کا تعین حالات اور دیگر شواہد کو مدنظر رکھ کر کیا جاتا ہے۔ اسی طرح قرآن پاک کی بے حرمتی، شہید کرنا یعنی سیکشن B میں قرآن پاک کی بے حرمتی خواہ کسی بھی انداز سے کی گئی ہو، اس کے لئے عمر قید کی سزا رکھی گئی ہے۔ جبکہ سیکشن C سید عالم ﷺ کی شان میں کسی بھی انداز میں گستاخی پر ملزم کے لئے سزائے موت اور عمر قید کے علاوہ جرمانہ عائد کرنے کی سزا مقرر کی گئی ہے۔

THE DAILY JANG KARACHI
روزنامہ جنگ کراچی
بانی میر خلیل الرحمن
جلد 75 بدھ 7 صفر المظفر 1432ھ 12 جنوری 2011ء نمبر 12

ناموس رسالت قانون کا اطلاق تمام انبیائے کرام پر ہوتا ہے

فیڈرل شریعت کورٹ نے 1991ء کے کیس میں اپنے فیصلے میں تمام باتیں واضح کر دی تھیں

اسلام آباد (رپورٹ:...... انصار عباسی) اگرچہ بعد میں آنے والی کسی بھی حکومت نے اس قانون کی ترمیم نہیں کی لیکن تعزیرات پاکستان کے توہین رسالت کے متعلق سیکشن C-295 میں اسلام کے تمام پیغمبروں کی بات کی گئی ہے۔ میڈیا میں عمومی طور پر اس معاملے پر بات نہیں کی جاتی لیکن یہ وفاقی شریعت کورٹ ہے جس نے 1991ء میں یہ قرار دیا تھا کہ اس مخصوص سیکشن کا اطلاق تمام انبیائے کرام پر ہوگا اور توہین رسالت کے جرم کی سزا موت ہوگی۔ سپریم کورٹ کے سینئر وکیل، مذہبی اسکالر اور توہین رسالت کے مرتکب کو سزائے موت دلوانے کیلئے طویل جدوجہد کرنے والے اسمٰعیل قریشی نے دی نیوز سے بات چیت کرتے ہوئے بتایا کہ فیڈرل شریعت کورٹ کے فیصلے کو اس وقت حتمی شکل مل گئی تھی جب اس وقت کی حکومت سپریم کورٹ میں دائر کردہ اپنی اپیل سے دستبردار ہوگئی تھی۔ ٹاک شوز کے مباحثوں میں بھی چند وکلاء کو یہ کہتے ہوئے سنا گیا ہے کہ C-295 میں غلطی ہے اور اس کا اطلاق تمام انبیائے کرام پر نہیں ہوتا۔ اسمٰعیل قریشی نے واضح کیا کہ فیڈرل شریعت کورٹ کے فیصلے کے بعد سیکشن C-295 مذکورہ عدالت کے فیصلے کی روشنی میں ہی پڑھا جائے گا۔ سابق چیف جسٹس آف پاکستان جسٹس (ر) سعید الزماں صدیقی نے رابطہ کرنے پر اسمٰعیل قریشی کے بیان کی توثیق کی اور کہا کہ اگر اعلیٰ عدلیہ کا فیصلہ حتمی ہو تو اس کے بعد وہ قانون بن جاتا ہے اور اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ حکومت اس سلسلے میں کوئی ترمیم کرے۔ فیڈرل شریعت کورٹ کے فیصلے میں سیکشن C-295 میں دو اہم تبدیلیاں کی گئیں۔ پہلی تبدیلی عمر قید کی سزا ختم کرنا ہے جبکہ دوسری تبدیلی یہ تھی کہ اس کے دائرے میں تمام انبیائے کرام کو شامل کیا گیا۔ اسمٰعیل قریشی کے مطابق ابتدائی طور پر نواز شریف کی حکومت نے فیڈرل شریعت کورٹ کے فیصلے کے خلاف اپیل دائر کی تھی لیکن بعد میں عدالتی فیصلے کی نوعیت معلوم ہونے کے بعد حکومت اس سے دستبردار ہوگئی۔ تعزیرات پاکستان (پاکستان پینل کوڈ) کے مطابق سیکشن C-295 میں اب بھی وہی بات درج ہے جو 1980ء میں اس سیکشن میں شامل کی گئی تھی۔ اس سیکشن کے مطابق:...... آنحضرت ﷺ کی شان میں توہین آمیز رائے کا استعمال کرنا: جو کوئی آنحضرت ﷺ کے مقدس نام کی بذریعہ زبانی یا تحریری دکھائی دینے والی اشکال کے ذریعے یا بذریعہ تہمت یا طعن آمیز اشارے یا در پردہ الزام کے ذریعے، براہ راست یا بالواسطہ توہین کرے گا تو اسے سزائے موت یا عمر قید کی سزا دی جائے گی اور وہ جرمانے کا بھی موجب ہوگا۔ تاہم بعد میں 1991ء میں فیڈرل شریعت کورٹ نے محمد اسمٰعیل قریشی بنام پاکستان بذریعہ سیکریٹری قانون و پارلیمانی امور (پی ایل ڈی 1991ء فیڈرل شریعت کورٹ 10) میں بتایا گیا ہے کہ کسی بھی پیغمبر اسلام کی توہین کی سزا موت ہوگی اور جج صاحبان نے اس سلسلے میں مختلف انبیائے کرام کے حوالے سے قرآن کریم کے حوالہ جات بھی پیش کیے تھے۔

سوال: اگر گستاخ رسول توبہ کرلے تو کیا پھر بھی اسے سزائے موت دی جائے گی؟

جواب: اس بات پر علمائے اسلام کا اجماع ہے کہ اگر گستاخِ رسول گستاخی کے بعد توبہ کر بھی لے پھر بھی اسے قتل ضرور کیا جائے۔

امام سراج الدین ابراہیم بن نجیم حنفی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

قول: اگر کوئی شخص حضور اکرم ﷺ کی شان میں گستاخی کرنے کی وجہ سے مرتد ہوا، اگر ایسا شخص توبہ بھی کرلے تو بھی اسے قتل کردیا جائے گا اور قتل کو ساقط کرنے میں اس کی توبہ قبول نہ ہوگی خواہ وہ توبہ کر کے آئے یا اس کی توبہ پر شہادت موجود ہو، باقی امور میں وجہ کفر کوئی اور شے بن رہی ہو تو توبہ کا مسئلہ دیگر ہے، اہانت رسالت میں نہیں۔

(بحوالہ: النہر الفائق شرح کنز الدقائق مطبوعہ بیروت لبنان جلد تیسری ص253)

2: الشیخ امام زین الدین ابن نجیم علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

ہر وہ شخص جو رسول اللہ ﷺ سے دلی بغض رکھے وہ مرتد ہوگا، اس لئے آپ ﷺ کی شان میں گستاخی کرنے والا بدرجہ اولیٰ مرتد ہوگا لہذا ایسے شخص کو قتل کردیا جائے اور اس کی توبہ قبول نہ ہوگی جس کی وجہ سے قتل کو ساقط کیا جاسکے یہی اہل کوفہ (احناف) اور امام مالک کا مسلک ہے۔

(بحر الرائق جلد 5، ص 125-126، مطبوعہ کوئٹہ)

3۔ قاضی صاحب رقم طراز ہیں:

جو ملعون سرکار دو عالم ﷺ کی ذات عالیہ کی شان میں بکواس کرے یا اہانت کا مرتکب ہو یا دینی امور میں سے کسی امر کا یا حضور اکرم ﷺ کے حلیہ مبارک میں سے کسی عضو کا یا آپ ﷺ کے اوصاف میں کسی وصف کا عیب نکالے، ایسا کرنے والا خواہ مسلمان تھا یا ذمی کافر یا حربی اگرچہ یہ سب کچھ اس نے مذاق میں کیا وہ واجب القتل ہے اور اس کی توبہ بھی قبول نہ ہوگی اس پر تمام امت کا اتفاق ہے۔

(مالا بد، ص 126)

4۔علامہ امام خیر الدین رملی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں

خیر الدین رملی علیہ الرحمہ نے فرمایا جو سرور کونین ﷺ کے لئے نازیبا کلمات کہتا ہے، وہ مرتد ہے اور اس کا حکم مرتدین کا حکم ہے (یعنی قتل کیا جانا) اس کی توبہ اصلاً قبول نہ ہوگی نیز اس پر تمام علماء کا اتفاق ہے جو ایسے شخص کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔ (فتاوی خیریۂ ص103 ،مطبوعہ بیروت لبنان)

5: ابن تیمیہ اپنی کتاب میں لکھتا ہے

گستاخ رسول ﷺ سے توبہ کا مطالبہ کئے بغیر اسے قتل کیا جائے گا چاہے وہ اسلامی ملک کا رہنے والا ہو یا نہ ہو۔ (کتاب : الصارم المسلول)

6: امام مالک علیہ الرحمہ کا فتویٰ

خلیفہ ہارون الرشید نے امام مالک علیہ الرحمہ سے اس شخص کے بارے میں دریافت کیا جو حضور اکرم ﷺ کی شان میں گستاخی کرے۔ ہارون الرشید نے لکھا تھا کہ عراق کے علماء نے شاتم رسول کو

کوڑے لگانے کی سزا تجویز کی ہے۔آپ کا اس مسئلہ میں کیا فتویٰ ہے تو امام مالک علیہ الرحمہ نے غضب ناک ہوکر فرمایا "وہ امت زندہ کیسے رہے گی، جو نبی مکرم ﷺ کی شان میں سب وشتم (توہین رسالت) پر خاموش رہے جو کسی بھی نبی کو گالی دے اسے قتل کیا جائے گا اور جو صحابہ کو گالی دے اسے کوڑے لگائے جائیں۔ (کتاب الشفاء جلد دوم صفحہ نمبر 223)

7: امام ابوبکر احمد بن علی الرازی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں

حضرت لیث نے ایسے مسلمان کے بارے میں فرمایا جو نبی پاک ﷺ کو گالی دیتا ہے بے شک اس (نام نہاد مسلمان) سے نہ مناظرہ کیا جائے نہ اسے مہلت دی جائے اور نہ ہی اس سے توبہ کا مطالبہ کیا جائے اور اسے اسی مقام پر ہی قتل کیا جائے (یعنی فوراً قتل کر دیا جائے) اور یہی حکم توہین رسالت کرنے والے یہودی ونصرانی کا ہے (کتاب: احکام القرآن)

سوال: جب گستاخِ رسول کی توبہ قابلِ قبول نہیں تو پھر توبہ کرنے سے کیا فائدہ؟

جواب: گستاخ رسول اگر غیر مسلم ہے تو اس کو اس کی توبہ کا کوئی فائدہ نہ ہوگا اور اگر کوئی مسلمان گستاخی سے توبہ کر لے تو اس کو سزائے موت دینے کے بعد اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی اس طرح وہ ہمیشہ جہنم میں جلنے سے بچ جائے گا۔

اگر کسی گستاخ رسول نے توبہ نہ کی اور وہ مسلمان تھا تو اس کی نماز جنازہ نہیں پڑھی جائے گی۔ وہ ہمیشہ جہنم کی آگ میں جلے گا۔

گستاخ کے لئے نار جہنم ہے مناسب
جو آپ سے جلتا ہے وہ جل جائے تو اچھا

سوال: اگر یہ قانون ختم ہو گیا تو پھر کیا ہوگا؟

جواب: اگر یہ قانون ختم ہوا تو پھر احتجاج کا ایک طوفان اٹھے گا، ہر گلی سے عاشقان مصطفی ﷺ نکلیں گے اور گستاخوں کو کیفر کردار تک پہنچائیں گے کیونکہ گستاخ رسول کی سزا ''موت'' پر پوری امت کا اجماع ہے۔ کیونکہ توہین رسالت کا مرتکب مرتد ہو جاتا ہے اور مرتد واجب القتل ہے۔ غلامان مصطفی ﷺ صرف گستاخوں کو نہیں بلکہ ان کے حمایتیوں کو بھی کیفر کردار تک پہنچائیں گے اور دنیا نے دیکھا کہ سلمان تاثیر کو انہی کے محافظ ممتاز حسین قادری نے قتل کیا۔ ایسے واقعات پھر معمول کے واقعات بن جائیں گے پھر اس سیلاب کو کوئی نہیں روک سکے گا جو اس سیلاب سے ٹکرائے گا وہ تہس نہس ہو جائے گا۔ اسی لئے عافیت اسی میں ہے کہ حکمران ہوش کے ناخن لیں۔ ملک کی سلامتی اور ملک کی معیشت کی فکر کریں، ان نازک معاملات میں دخل اندازی نہ کریں۔

پاکستان کی مختلف جیلوں میں ہزاروں افراد چھوٹے بڑے جرائم کی

سزا بھگت رہے ہیں۔ لاتعداد ہیں جن پر ابھی تک کوئی جرم ثابت نہیں
ہوا، لیکن وہ سال ہا سال سے کال کوٹھریوں میں بند ہیں۔ ان میں
سینکڑوں غریب اور بے بس ولاچار خواتین بھی ہیں۔ سلمان تاثیر نے
ان سب میں سے صرف ایک خاتون کا انتخاب کیوں کیا جو قانون و
انصاف کے پہلے مرحلے سے گزر کر سیشن کورٹ سے سزا پا چکی تھی۔
ابھی اس کے پاس ہائی کورٹ اور سپریم کورٹ جانے کی گنجائش موجود
تھی اور سلمان تاثیر کو صرف وہی خاتون مظلوم اور ستم رسیدہ کیوں
دکھائی دی جس پر توہین رسالت کا الزام تھا؟ صوبے کا آئینی سربراہ
ہونے کے ناتے انہیں یہ اختیار کیسے مل گیا کہ وہ نہ صرف معاملے کی
حساسیت بلکہ اپنی منصبی ذمہ داریوں سے بھی انحراف کرتے ہوئے
شیخوپورہ جیل پہنچیں، اولین مرحلے میں مجرم ثابت ہوجانے والی
خاتون کو ساتھ بٹھائیں اور وہ کچھ کہیں جو کچھ انہوں نے کہا؟ کیا آج
تک پاکستان کی پوری تاریخ میں کسی وزیراعظم، کسی وزیراعلیٰ، کسی
صدرمملکت اور کسی گورنر نے ایسا کیا ہے؟ کیا کسی دوسرے ملک میں بھی
اس طرح کی کوئی نظیر ملتی ہے؟ اور پھر انہوں نے قانون توہین رسالت
کے بارے میں انتہائی ناتراشیدہ الفاظ استعمال کرتے ہوئے اسے

’’کالا قانون‘‘ قرار دیا۔ انہوں نے خود آسیہ بی بی سے ایک درخواست وصول کی اور اعلان کیا کہ وہ صدر زرداری سے اس کی سزا معاف کرائیں گے۔ باقاعدہ ٹی وی کیمرے سجا کر کہا کہ چیف جسٹس لاہور ہائی کورٹ سوموٹو نوٹس لے کر آسیہ کی سزا ختم کریں۔ اس کے بعد بھی انہوں نے درجنوں بار یہی کچھ دہرایا۔ لبرل فاشسٹوں کی ستائشی تالیوں میں انہیں اندازہ ہی نہ ہو پایا کہ وہ کس راہ پر چل نکلے ہیں اور ان کا بے ڈھب رویہ پاکستانیوں کے دلوں میں کیسے چرکے لگا رہا ہے۔

پاکستان میں صرف ناموس رسالت ﷺ ہی کا قانون نہیں، یہاں تو صدر کے ناموس، گورنر کے ناموس، پاکستانی پرچم کے ناموس، عدلیہ کے ناموس، فوج کے ناموس اور نہ جانے کس کس کے ناموس کے قوانین بھی موجود ہیں۔ صدر اور گورنر کے ’’ناموس‘‘ کو اتنا کڑا تحفظ دیا گیا ہے کہ وہ کچھ بھی کہہ یا کرلیں، انہیں عدالت میں نہیں لایا جاسکتا۔ فوج کے ناموس کی بے حرمتی کے جرم میں جاوید ہاشمی برسوں جیل میں سڑتا رہا۔ عدلیہ اپنے ناموس پر خراش آنے کا محاسبہ خود کرنے کی طاقت رکھتی ہے۔ کیا یہ کالا قانون نہیں کہ صدر اور گورنر کسی بھی جرم کا ارتکاب

کرتے ہیں اور انہیں کٹہرے میں نہ لایا جا سکے؟ کیا اسلامی ملک میں ایسا قانون ہونا چاہیے؟ جہاں بھانت بھانت کے "کالے قوانین" کی کارفرمائی ہو اور بڑے بڑے منصب داران قوانین کو اپنے کرتوتوں کی پناہ گاہ بنائے بیٹھے ہوں، وہاں نہ جانے کیوں سلمان تاثیر کی نظر میں ناموس رسالت ﷺ ہی کا قانون کانٹے کی طرح کیوں کھٹکا اور انہوں نے پاکستانی قوم کے جذبہ واحساس کی پرواہ کئے بغیر ایک ایسی مہم اٹھائی جو کروڑوں دلوں میں گھاؤ ڈال گئی؟

اس پہلو کو بھی پیش نظر رکھنا ہوگا کہ مغرب نے نبی کریم ﷺ کی حرمت وعظمت سے کھیلنے کو ایک مشغلہ بنالیا ہے۔ آئے روز کوئی نہ کوئی مکروہ واردات ہوتی رہتی ہے۔ سلمان رشدی اور تسلیم نسرین جیسے مکروہات کو انہوں نے ہیرو قرار دے کر تکریم وتعظیم کی مسندوں پر بٹھا رکھا ہے۔ ان کے سینوں پر انہوں نے تمغہ ہائے فضیلت سجا رکھے ہیں۔ مسلمان اس رویئے پر انگاروں پر لوٹتے ہیں اور کچھ نہیں کر سکتے۔ اندرون ملک کسی غیر محتاط شخصیت کی طرف سے کسی ناروا عمل کا ردعمل اس لئے شدید ہوتا ہے کہ آتش کدہ پہلے ہی دہک رہا ہوتا ہے۔ اس ساری صورت حال کو مجموعی تناظر میں دیکھنا ہوگا۔ اگر یہاں

انتہا پسندی اور جنون کی کارفرمائی ہے تو صرف داڑھیوں اور پگڑیوں تک محدود نہیں، وہ لبرل فاشسٹ بھی ذمہ دار ہیں جو نبی کریم ﷺ کے مقام بلند کا شعور ہی نہیں رکھتے اور گز گز بھر لمبی زبانیں نکال کر انگارے اگلتے رہتے ہیں۔ بلاشبہ کسی جرم کو کسی دوسرے جرم کا جواز نہیں بنایا جاسکتا لیکن تانگے میں جتے گھوڑے کی طرح آنکھوں پر کھوپے چڑھا کر صرف ایک ہی رخ پہ دیکھنا بھی تو قرین انصاف نہیں۔

سوال: اگر حکومت وقت گستاخ رسول کو قتل نہ کرے اور وہ شر پر شر پھیلا رہا ہو، ایسی صورت حال میں اگر کوئی مسلمان جوشِ ایمانی میں گستاخ رسول کو کیفر کردار تک پہنچا دے تو اب کیا اس مسلمان کو سزا دی جائے گی؟

جواب: اگر کوئی شخص پے در پے شانِ رسالت میں گستاخی کا ارتکاب کرے یا گستاخوں کا ساتھ دے یا ان کی حمایت کرے اور حکومت وقت بھی اس کے خلاف کوئی کارروائی نہ کرے اور نہ ہی عدالت کوئی نوٹس لے، ایسی صورت حال میں اگر کوئی سچا مسلمان جوشِ

ایمانی میں ایسے بدزبان شخص کو قتل کردے تو اب اس سچے مسلمان کو کسی قسم کی کوئی سزا نہیں دی جائے گی۔

ہر مسلمان کے ذہن میں ابھرنے والے سوالات

☆ ہر چھ ماہ میں یا ہر سال اس ملک میں قانونِ توہینِ رسالت کو کسی نہ کسی بہانے سے ختم کرنے کی بات کیوں کی جاتی ہے؟

☆ اس ملک میں ہر قانون (قتل، زنا، چوری اور دیگر جرائم) کا غلط استعمال ہوتا ہے مگر صرف قانون توہینِ رسالت کے طریقہ کار پر ہی کیوں تنقید کی جاتی ہے؟

☆ چور، زانی، قاتل، توہینِ عدالت کا مرتکب، فوج کے خلاف بولنے والا اور دیگر جرائم کا مرتکب اگر اپنے کئے پر نادم ہو کر معافی مانگ لے پھر بھی اسے مقررہ سزا دی جاتی ہے۔ اسے معاف نہیں کیا جاتا تو پھر صرف اور صرف گستاخ رسول جو کہ سب سے بڑا مجرم ہے، اسے معاف کرنے کی بات کیوں کی جاتی ہے؟

☆ پوری دنیا میں قتل و غارت گری کا بازار گرم کرنے والے امریکی اور اسرائیلی صرف پاکستان میں موجود اس قانون، توہین رسالت میں کیوں مداخلت کرتے ہیں؟

☆ ہزاروں بے قصور سالہا سال سے جیلوں میں بند ہیں۔ کیا وجہ ہے کہ امریکہ، برطانیہ، اسرائیل اور یورپی یونین کو صرف گستاخِ رسول پر ہی رحم کیوں آتا ہے؟

☆ قانون توہین رسالت کے خلاف بات کرنے والے نام نہاد اسکالروں، اینکروں اور کالم نگاروں کو میڈیا پر کھل کر بات کرنے کا موقع دیا جاتا ہے؟ جبکہ اس کے برعکس جید علماء کرام کو اس قانون کی حمایت میں بولنے کا موقع کیوں نہیں دیا جاتا؟

☆ علمائے کرام اور مذہبی رہنماؤں کو انتہا پسند اور جذباتی کہنے والے کلین شیو اینکر خود اپنے موقف میں کتنے جذباتی اور انتہا پسند ہیں کہ جب ان کے لیڈر یا ان کی جماعت کے خلاف کوئی بولے تو پورا ملک بند کروا دیتے ہیں، ہڑتالیں کرتے ہیں، گاڑیاں جلاتے ہیں مگر توہین رسالت پر وہ خاموش کیوں؟

☆ اگر حکومت پاکستان آئین کے مطابق گستاخ رسول کو سزائے موت فوراً دے دے تو کبھی کوئی فساد کھڑا نہیں ہوگا اور اگر حکومت پس و پیش سے کام لیتی رہی تو ہر گلی سے عاشق رسول اٹھ کھڑے ہوں گے۔